ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر طالب حسین ہاشمی
اسسٹنٹ پروفیسر اُردو،(ایڈجنک)، شعبہ اُردو،مائی یونیورسٹی اسلام آباد۔
نورین اختر
پی ایچ۔ڈی اُردو اسکالر، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد
ہما حنیف
ایم۔فل اُردو اسکالر، شعبہ اُردو،مائی یونیورسٹی اسلام آباد

بشیر احمد نحوی کے اقبالیاتی مضامین کا تنقیدی مُطالعہ

Dr.Talib Hussain Hashmi*
Assistant Professor Urdu, (Adjunct), Department of Urdu,
MY University Islamabad.
Noreen Akhter,
Ph.D. Urdu Scholar. National University of Modern Languages Islamabad
Huma Hanif
M.Phil Urdu Scholar. Department of Urdu, MY University Islamabad

***Corresponding Author:** drtalibhashmi@gmail.com

A Critical Study of Bashir Ahmad Nahvi's Iqbaliyat Articles

Bashir Ahmad Nahvi has been a distinguished scholar in the field of Urdu literature, particularly in Iqbaliyat, the study of Allama Iqbal's philosophy, poetry and thought. His scholarly articles reflect a profound engagement with Iqbal's ideological, philosophical and literary dimensions. This study undertakes a critical analysis of Nahvi's Iqbaliyat writings, focusing on their thematic, conceptual and methodological frameworks. The research examines how Bashir Nahvi interprets Iqbal's ideas on selfhood (Khudi), spiritual awakening, socio-political reform and educational philosophy, situating his interpretations within the broader discourse of modern Urdu literary criticism. By critically evaluating Nahvi's perspectives,

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلہ

the study highlights his contribution to understanding Iqbal's multifaceted personality, his philosophical depth, and his vision for individual and societal development. Moreover, the analysis explores Nahvi's literary style, argumentation techniques, and scholarly rigor, demonstrating how his writings bridge classical Urdu literary traditions with contemporary critical approaches. Through this investigation, the research not only emphasizes Nahvi's role as a mediator between Iqbal's thought and modern readers but also identifies the unique analytical lenses he employs to elucidate complex philosophical concepts. The study underscores the enduring relevance of Nahvi's interpretations in contemporary Iqbaliyat scholarship and offers insights for future research in Urdu literary studies. Ultimately, this critical examination affirms that Bashir Ahmad Nahvi's contributions serve as an invaluable resource for scholars, researchers, and students seeking a nuanced understanding of Iqbal's intellectual and literary legacy.

Key Words: *Bashir Ahmad Nahvi, Iqbaliyat, Allama Iqbal, Urdu literary criticism, Khudi, philosophical thought, critical.*

بشیر احمد نحوی اردو ادب اور اقبالیات کے میدان میں ایک ممتاز علمی شخصیت کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ان کے اقبالیاتی مضامین نہ صرف علامہ اقبال کی فکری دنیا کی عکاسی کرتے ہیں بل کہ ان کے ادبی اور فلسفیانہ پہلوؤں کو سمجھنے میں بھی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ علامہ اقبال کے افکار، خاص طور پر خودی ،روحانی بلندی، اخلاقی تعمیر اور معاشرتی اصلاح کے موضوعات، بشیر احمد نحوی کی تحریروں میں باریک بینی اور گہرائی کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ یہ مضامین محض تشریح یا خلاصہ نہیں بل کہ ایک علمی و تنقیدی مطالعے کی نمائندگی کرتے ہیں، جو قاری کو اقبال کی فکر کی پیچیدگیوں اور اس کے فلسفیانہ وزن کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ اس مقالے کا مقصد بشیر احمد نحوی کے اقبالیاتی مضامین کا تنقیدی جائزہ لینا اور ان میں موجود فکری، فلسفیانہ، اور ادبی پہلوؤں کی تشخیص کرنا ہے۔ اس تنقیدی مطالعے کے ذریعے یہ تحقیق نہ صرف نحوی کی علمی شخصیت اور ادبی شراکت کو اجاگر کرتی ہے بل کہ اقبال کی فکر کی معاصر تشریح میں ان کے کردار کو بھی واضح کرتی ہے۔ مزید بر آں، یہ مقالہ نحوی کے تنقیدی انداز، اُسلوب، اور دلیل سازی کے طریقوں کا تجزیہ کرتا ہے تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ اُنھوں نے کس طرح اقبال کی پیچیدہ فلسفیانہ تصورات کو اُردو علمی و ادبی منظر نامے میں قابل فہم اور قابل رسائی بنایا۔ یہ مطالعہ اس بات پر بھی روشنی ڈالتا ہے کہ نحوی کے مضامین نہ صرف اقبالیات کے مطالعہ کو علمی بنیاد فراہم کرتے ہیں بل کہ اردو ادب میں تنقیدی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

تحقیق کے نئے رجحانات کو بھی جنم دیتے ہیں۔ اس تحقیق کے ذریعے قاری کو یہ موقع فراہم کیا جائے گا کہ وہ نحوی کے مضامین کے ذریعہ اقبال کی فکر کے مختلف گوشوں کا ادبی، فلسفیانہ اور فکری مطالعہ کر سکے۔ بشیر نحوی کی اقبال کی فکر سے محبت کا عالم یہ ہے کہ ایک طرف اُنھوں نے خُود بہت ساری کتابیں فکرِ اقبال پہ لکھی ہیں، پھر کچھ مرتبہ کتب بھی ہیں جو کہ بشیر نحوی نے ہی ترتیب دی ہیں، پھر بہت سارے ایسے رسائل و جرائد بھی ہیں جن میں بشیر نحوی کے اقبال کی فِکر و فن کے حوالے سے مختلف مضامین بکھرے ملتے ہیں۔ اِن مضامین کو پڑھ کر بشیر نحوی کی تنقیدی بصیرت کا اور اقبال فہمی کا پتا چلتا ہے۔

الف۔ رسائل و جرائد میں شائع ہونے والے مضامین:

ا۔ بازیافت، شمارہ ۱۰:

"بازیافت" رسالے کے شمارہ نمبر ۱۰ اور جلد نمبر ۸ میں "آغا شورش کاشمیری۔ ایک مطالعہ" کے عنوان سے ڈاکٹر بشیر احمد نحوی کا ایک مضمون ہے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر بشیر احمد نحوی نے آغا شورش کاشمیری کی شخصی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ان کی شاعرانہ اور صحافتی جِہات کو نمایاں کیا ہے۔ آغا شورش کاشمیری کی پہلی شناخت تو ایک دلیر اور بے باک صحافی کی ہے۔ اِسی دلیری کی پاداش میں وہ کئی بار قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیل کر آئے ہیں۔ بشیر احمد نحوی نے آغا شورش کاشمیری کی صحافت و خطابت کے ساتھ ساتھ شاعرانہ خوبیوں کو بھی ملحوظ رکھا ہے اور ان کی شاعری پہ فکرِ اقبال کے اثرات کا بھی جائزہ لیا ہے۔ آغا شورش کاشمیری کے شاعرانہ مزاج پہ ان کے شخصی مزاج کا بہت اثر ہے۔ ان کی شاعری کے بارے میں بات کرتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

"شورش کاشمیری ایک انقلابی شاعر تھے، جِن کے اشعار میں زندگی کا حقیقی فلسفہ، طنطنہ اور ہم ہمہ موجود ہے۔ وہ شعر کے مضراب سے جھنجوڑنے اور تعطل و جمود کو توڑنے کا کام لینا چاہتے ہیں، شورش کے خیال میں جو شاعر فقط رمز و ایما اور استعارہ و علامت کے الٹ پھیر میں گھرا رہتا ہے، وہ قوم کا درد مند ہی خواہ، اور قابلِ اعتبار فرد نہیں بل کہ زوال کا ترجمان، بے ہوشیوں اور غفلتوں کا جہاں نما جام، لاطائل حسرتوں کا سچا مورخ، خود نمائیوں کا عکس آئینہ اور سلب شدہ عظمتوں کا نوحہ گر ہے۔"(۱)

اِس مضمون میں انھوں نے آغا شورش کاشمیری کے لکھے ہوئے اَدبی خاکوں پہ بھی سیر حاصل بحث کی ہے اور ان خاکوں کے چیدہ چیدہ اقتباس بھی نقل کیے ہیں۔ بشیر احمد نحوی نے ان خاکوں کے بیان میں جو پر شکوہ اُسلوب

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

استعمال ہوا ہے ،اس کو بیان کیا ہے۔ نیز آغا شورش کاشمیری کے نثری مضامین پہ بھی بات کرتے ہوئے وہ نثری جملوں کی بلاغت کے قائل ہیں۔اِس حوالے سے بات کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"شعری شہ پاروں کے ساتھ ساتھ شورش کے نثری مضامین قابلِ توجہ ہیں۔ ان میں بیک وقت ادیبانہ شان، صحافیانہ آن بان اور ناقدانہ بصیرت کا بھرپور اظہار ملتا ہے۔"(۲)

یوں ہم دیکھتے ہیں کہ اِس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے شورش کاشمیری کے نظمیہ اور منثور تحاریر کے مزاج کا بھرپور جائزہ لیا ہے۔اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ آغا شورش کاشمیری ایک سیاسی و سماجی راہ نما بھی تھے اور صحافی و مقرر بھی، ان کی شاعری پہ اقبال کی شاعری کا غلبہ بہت حد تک نظر آتا ہے۔ ہر وہ آدمی جو اَدب سے شَغَف رکھتا ہے ،وہ اقبال اور شورش کاشمیری کی شاعری کے آہنگ میں مماثلت تلاش کر سکتا ہے۔بشیر احمد نحوی نے جن زاویوں سے کلامِ اقبال کے اثرات کا جائزہ شورش کاشمیری کے کلام پہ لیا ہے، وہ صرف اُن ہی کا خاصہ ہے۔

۲۔بازیافت، شمارہ ۱۴ / ۱۵:

"بازیافت "مجلّہ کی جلد نمبر ۱۰ اور شمارہ نمبر ۱۴ / ۱۵ میں بشیر احمد نحوی کا مضمون "اقبال کا ایک شعر، ایک تبصرہ" کے عنوان سے شایع ہوا ہے۔اِس مضمون میں صرف اقبال کے ایک شعر کی تشریح و تعبیر کے ضمن میں ہی بشیر احمد نحوی نے انسان کی ساری سائنسی اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے فوائد اور پھر اس ترقی کے ممکنہ نقصانات کی طرف بھی واضح طور پہ اشارہ کر دیا ہے۔ اقبال کے جس شعر کی تعبیر و تفہیم کے ضمن میں یہ سارا مضمون لکھا گیا ہے۔علامہ اقبال کا شعر بال جبریل کی نظم "زمانہ" سے لیا گیا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ کِس طرح انسان نے سائنسی میدان میں ترقی کر کے اپنی ذہانت و فطانت کے جھنڈے گاڑھ دیے ہیں۔اِنسان کی فکر چوں کہ ارتقا پذیری کی صفت سے معنون کی گئی ہے ،اس لیے انسان نے جہاں ارتقا کی منازل طے کی ہیں اور دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا جارہا ہے۔ وہاں اس کی فکر نے کچھ تخریبی پہلوؤں کو بھی ہوا دی ہے۔ اس حوالے سے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

"ابتدائے آفرینش سے انسان کے فکر میں ارتقا اور تبدیلی رونما ہوتی رہی ہے۔ اس کی بازیافت میں تلون، رنگینی اور سیمابی مزاج کی فراوانی کار فرما نظر آتی ہے۔۔ تعمیر کے دوش بدوش اُسلوب کا عُنصر اس کے ذہن و ضمیر میں انگڑائیاں لیتا رہتا ہے۔"(۳)

تخریب کی یہ صورت انسان کی بنائی ہوئے اسلحہ سازی کی انڈسٹری ہے۔ انسان نے اپنے ہم جنس کو ختم کرنے کے لیے اتنا اَسلحہ بارود تیار کیا ہے کہ اب وہ خود بھی تباہی کے دہانے پہ ہے۔ غرض جن انسانوں کے لیے بارود

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلّہ

بنایا گیا اور جن انسانوں نے بنایا دونوں طرح کے انسان اب مکمل طور پہ غیر محفوظ ہیں۔ اقبال نے اپنے اس شعر میں جو انسان کی فکر کو "گستاخ" کہا ہے تو اس کا مطلب بشیر نحوی نے یہ بتایا ہے کہ فکر کی اس گستاخی کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کی فکر کی حد متعین نہیں ہے۔ اس نے کائنات کے بڑے بڑے چھپے رازوں سے پردہ ہٹا دیا ہے۔ نیز یہ بھی کہ انسان اپنی ہلاکت خیزیوں کا آپ ذمہ دار ہے۔ تو مجموعی طور پہ ہم دیکھتے ہیں کہ بشیر احمد نحوی کی تنقیدی اور مبصرانہ حس نے اقبال کے بہت پہلے کہے گئے شعر کی اس طرح تفہیم کی ہے کہ یہ شعر زیادہ بامعنی ہو کر سامنے آتا ہے اور جب تک انسان کی جبلت و سرشت میں دُوسرے انسان کو قتل کرنے کا جذبہ موجود ہے، تب تک اس شعر کی تفہیم بامعنی انداز سے سامنے آتی رہے گی۔ یہ بشیر احمد نحوی کی زیرکی ہے کہ اُنھوں نے اِس ایک شعر پہ پورا مضمون لکھ ڈالا اور مستقبل میں یقینی طور پہ لاحق ہونے والے خطرات سے انسانوں کو آگاہ کیا۔ بڑی تخلیق کی ایک بڑی خوبی اس کا اِختصار بھی ہوتا ہے بعض تخلیق کار بہت بڑا ناول یا افسانہ یا بہت لمبی بحر میں بہت زیادہ لفظوں پہ مشتمل شعر لکھ کر بھی وہ تخلیقی وفور پیدا نہیں کر سکتے، جو منجھے ہوئے فن کار تھوڑے لفظوں میں یا کم حجم پہ مبنی فن پارہ لکھ کر پیدا کر لیتے ہیں۔ اِقبال کا شمار بھی انھی تخلیق کاروں میں ہوتا ہے جن کا کلام حَشو وزَوائد سے پاک ہے اور جو کم لفظوں میں بہت معنی خیز بات کہہ جاتے ہیں یا جو کم لفظوں میں مستقبل کے بارے کوئی پیش گوئی کر سکتے ہیں۔ اَب اس طرح کے فَن پارے کی تفہیم کے لیے نقاد کے پاس ہر طریقے کا عِلم ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اگر نقاد اس تخلیق کو ہر پہلو سے دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو وہ اس فَن پارے کی تفہیم کو مشکوک بنا دے گا یا اس کے معنی و مفاہیم متعین کرنے میں تناظر سے ہٹ جائے گا۔

۳۔ بازیافت، شمارہ ۱۶/۱۷:

"بازیافت" نامی تحقیقی و تنقیدی مجلے میں" تنم گلے ز خیابان جنت کشمیر(کشمیر سے متعلق اقبال کے خیالات) "کے عنوان سے بشیر احمد نحوی کا مضمون ہے۔ یہ مضمون "بازیافت"تحقیقی و تنقیدی مجلّہ کے شمارہ نمبر ۱۶/۱۷ اور جلد نمبر ۱۱ میں شایع ہوا ہے۔ اس مضمون میں ڈاکٹر بشیر احمد نحوی نے اقبال کی اپنے وطن اور اپنی جنم بھومی سے جب کہ فِطری محبت اور اس کے تقاضوں کو بیان کیا ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے علامہ اقبال کی اپنے وطن سے محبت کو جبلی اور فطری سطح پہ بیان کیا ہے۔ اقبال کو کشمیر اور اہل کشمیر سے بے پناہ محبت تھی، جس کا اظہار انھوں نے شاعری میں مختلف مقامات پہ کیا ہے۔ جدید تحقیق کے مطابق اقبال کے اجداد کا تعلق برہمنوں کی ایک اچھی گوت سپرو سے ہے اور وہ تحصیل کولگام کے ایک گاؤں سپر مڈون سے تعلق رکھتے ہیں۔ اقبال کو کشمیر سے

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

جو جبلی محبت ہے اس کا اظہار اُنھوں نے اپنی شاعری میں جگہ جگہ کیا ہے۔ اِقبال نے کشمیر سے محبت کا اظہار دو طریقوں سے کیا ہے۔ پہلا طریقہ اپنے وطن کے خارجی نظاروں سے اظہارِ محبت کرنا ہے جب کہ دوسرا طریقہ اس وطن کے باشندوں کے مسائل پہ کھل کر لکھنے کے حوالے سے ہے۔ کشمیر کے بارے میں اِقبال کے اس رویے اور فِکر مندی کے اظہار پہ رائے دیتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں کہ:

> "اقبال کو کشمیر سے بے پناہ وابستگی اور وارفتگی تھی۔ اِس خطے کی یاد اور اِس سے جدائی ان کو بار بار ستاتی رہتی تھی اور یہی وجہ ہے کہ کشمیر کی مظلومیت، محکومیت، افلاس، تعلیمی اور معاشرتی بدحالی کا احساس ہمیشہ ان کے دل و دماغ کو مضطرب اور بے قرار کر دیتا تھا۔"[۴]

اِسی مضمون میں بشیر احمد نحوی نے اِقبال کے شعری حوالوں سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اِقبال کو اس قوم کی پس ماندگی کا اَز حد دُکھ تھا اور اس وادی کی پس ماندگی کو دور کرنے کے لیے جو تراکیب اقبال نے بتائی ہیں اُن کا بھی بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں وادی کے دُوسرے شُعرا نے اقبال کا جس طرح اثر قبول کیا ہے اس کا بھی بطور خاص ذکر کیا ہے۔ اِن شعرا میں مہجور، محمد امین اندرابی، میر غلام رسول نازکی، شہ زور کاشمیری اور شوریدہ کاشمیری بطور خاص مذکور ہوئے ہیں۔ اِسی طرح اِقبال بھی وادی کے کچھ لوگوں سے بہت متاثر تھے جن میں مولانا انور شاہ کاشمیری اور میر سید علی ہمدانی شامل ہیں۔ کشمیر کی علمی، فِکری اور دینی فضا پہ جو تعطل در آیا تھا، اقبال نے بہت صراحت کے ساتھ اپنے کلام میں اِس کا ذکر کیا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے اِن تمام معاملات پہ تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ غَرض بہت ساری چیزیں اس مضمون میں موضوعِ بحث بنی ہیں۔

اکثر شعرا کا یہ انداز ہوتا ہے کہ وہ اپنی شاعری میں قُدرتی نظاروں اور فطری مناظر کو پیش کرتے ہیں اور کشمیر جیسی جنت نظیر جگہ کو تو شاعری میں پیش کرنا فن کارانہ فخر کا درجہ رکھتا ہے۔ بہت سارے شعرا نے جن کا تعلق کہ وادیِ کشمیر کے ساتھ ہے کشمیر کے فِطری مناظر کو محبت کے ساتھ اور فخریہ جذبات کے ساتھ شاعری میں پیش کیا ہے۔ اِقبال کے لیے کشمیر کے نظاروں کو شاعری میں پیش کرنا اس لیے بھی دوہری اہمیت کا حامل بن جاتا ہے کہ اقبال نے ابتدا میں رومانی شعرا سے اثر قبول کیا اور کشمیر کے فطری نظاروں اور اس جیسے دوسرے فطری نظاروں کو بھی اقبال نے شاعری میں شعوری طور پہ پیش کیا ہے۔ ایسا اُنھوں نے شعوری اور لاشعوری دونوں سطحوں پہ کیا ہے۔ کشمیر کے ذکر کے حوالے سے اقبال کے کلام کی اضافی خوبی یہ ہے کہ اُنھوں نے رومانیت کی چھوٹ پیدا کرنے کے لیے صرف قُدرتی اور حسین نظاروں کا ہی سہارا نہیں لیا بل کہ وادی کے اندرونی مسائل جیسا کہ معاشی اور سیاسی عدم

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

استحکام کے ساتھ ساتھ سماجی مسائل غربت و بے روزگاری کے مسائل کو بھی اپنی شاعری میں جگہ دی ہے وہ اپنے بعض خطوط میں بھی اس اَمر کا اظہار کرتے ہیں کہ کشمیر کے لوگ بہت ذہین ہیں لیکن ابھی تک ان کی ناؤ کنارے پہ نہیں لگ رہی بل کہ بیچ بھنور میں ہچکولے کھا رہی ہے۔ کشمیر کے شاعری میں ذکر در آنے کے حوالے سے بشیر نحوی نے بہت عالمانہ انداز سے باقی شعرا کی شاعری میں ذکرِ کشمیر اور اقبال کی شاعری میں ذکرِ کشمیر کی پیش کش کا فرق بیان کیا ہے۔

۴۔اقبالیات، شمارہ ۱۱:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ "اقبالیات" کے شمارہ نمبر ۱۱ میں جو کہ پروفیسر امین اندرابی کی ادارت میں مرتب ہوا ہے، بشیر احمد نحوی کا مضمون بہ عنوان " اسرار و رموز میں قرآنی آیات کا استعمال " ہے۔ "اَسرار و رموز "اقبال کی فارسی مثنوی ہے جس میں اقبال کے بڑے بڑے نظریات اور افکار بیان ہوئے ہیں اور اس فنی پیرائے میں بیان ہوئے ہیں کہ فکر و فن کا تال میل اپنی واضح جھلک دکھاتا ہے۔ اس مثنوی کی دوسری بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں اقبال نے بہت ساری قرآنی آیات کے سالم ٹکڑے اشعار میں پرو کر معنی کو صراحت بھی بخشی ہے اور فنی زاویوں کو بھی جلا بخشی ہے۔ تضمین نگاری کا نیا اور انوکھا انداز اس مثنوی میں ملتا ہے۔ اِقبال کی اس خوبی کے بارے میں بات کرتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> "یہ حقیقت کسی کے چھپائے چھپ نہیں سکتی ہے کہ اِقبال کے فکری نظام پر قرآن مجید کا اثر اِس قدر غالب ہے کہ اپنی شاعری کے آخری دور میں اِقبال نے قرآن سے باہر ہونا تقریباً ترک کر دیا تھا۔ وہ خُودی، بے خُودی، تصوف، جبر و قدر، عشق و خرد اور مسائلِ حیات کو خالص قرآنی نقطۂ نظر سے دیکھتے پرکھتے اور جانچتے رہے۔"(۵)

اقبال نے تربیتِ خُودی کے مراحل بیان کرتے ہوئے بھی قرآنی آیات کا سہارا لیا ہے۔ اس کے بعد فتح مکہ کے واقعہ کو بیان کرنے کے لیے بھی اقبال کو اپنے اشعار میں ان قرآنی آیات کو لانا پڑا جو اس وقت نازل ہوئی تھیں۔ نماز اور زکوٰۃ کے بارے قرآنی آیات کا ذکر بھی اقبال کی شاعری میں ملتا ہے اس موقع پہ کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں چھپے تھے۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کے لیے بھی اقبال نے شاعری میں قرآنی آیات کا تذکرہ کیا ہے جس سے کلامِ اقبال کی قوت بہت بڑھ گئی ہے اور یوں اقبال نے اپنے کلام کو اس

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلّہ

طریقے سے بھی مُتمتّع کیا ہے۔یوں ہم دیکھتے ہیں کہ اقبال نے اپنی فکر کو جلا بخشنے کے لیے جن جن قرآنی آیات کو شاعری میں برتا اس کو بشیر احمد نحوی کی پار کھ آنکھ نے بہ غور دیکھا اور اس کے محاسن کو بیان کیا۔

۵۔اقبالیات،شمارہ ۱۲:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ "اقبالیات" کے شمارہ نمبر ۱۲ کو بشیر احمد نحوی نے مرتب کیا ہے۔اس کا "اداریہ" بھی بشیر احمد نحوی نے خود ہی لکھا ہے اور ایک مضمون بہ عنوان "گلے ز خیابان جنت کشمیر" کے عنوان سے بھی ہے۔اس شمارے کا "اداریہ" بھی بشیر احمد نحوی کے اداریہ لکھنے کے روایتی انداز کا عکاس ہے۔اُنھوں نے بتایا ہے کہ کس طرح نئے لکھنے والے لکھاریوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے اور کچھ کی تو مالی معاونت بھی کی جا رہی ہے،پھر یہ بتایا ہے کہ یہ شمارہ دو حصّوں پر مشتمل ہے۔پہلا حصّہ فکرِ اقبال پہ لکھے گئے مضامین کے بارے میں ہے جب کہ دوسرا حصّہ اقبال کے دو مصرعوں پہ کروائے گئے طرحی مشاعرہ پہ مبنی ہے۔بشیر احمدی نحوی کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے اداریوں میں بھی اپنے تنقیدی مضامین کی طرح فکرِ اقبال کی تفہیم کے نئے در وا کرتے چلے جاتے ہیں۔اس "دیباچے" میں بھی وہ فکرِ اقبال کی زرخیزی اور فکرِ اقبال کی وقعت و اہمیت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> "اقبال ہماری علمی،فکری اور روحانی سرگرمیوں کا وہ طاقت ور مرکز ہے جس کے ساتھ بے شمار لوگوں کی عقیدت بھی ہے اور وابستگی بھی۔جدید شُعرا میں اقبال مشرق و مغرب کا سنگم ہے۔ان کے ہاں انسانیت اور انسان دوستی کی وہ ساری قدریں ملتی ہیں،جن قدروں کی کمی،قلت اور فُقدان سے موجودہ اَدب محروم نظر آرہا ہے۔"(۶)

مذکورہ بالا اقتباس کو بہ غور دیکھیں اور جائزہ لیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ بشیر احمد نحوی اقبال کی فکر کو عالم گیر فکر سمجھتے ہیں اور وہ اقبال کی عظمت کے پوری طرح سے قائل ہیں۔اسی شمارے میں بشیر احمد نحوی کا مضمون " گلے ز خیابان جنتِ کشمیر" کے عنوان سے بھی ہے۔اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے علامہ اقبال کو جنت نظیر وادی کشمیر کا ایک پھول بتایا ہے اور یہ لقب انھوں نے خود نہیں دیا بل کہ اقبال کے ایک مصرع سے کشید کیا ہے۔نیز اقبال کے اُردو اور فارسی کلام میں جس کثرت سے اور جس والہانہ پن سے کشمیر کا ذکر کیا گیا ہے،وہ کسی بھی دوسرے اُردو شاعر کے ہاں ناپید ہے۔اس کی بنیادی وجہ اقبال کی اپنے وطن سے فطری اور جبلی محبت ہے۔یہ محبت تادمِ آخر قایم رہی وہ جب لاہور میں قیام پذیر تھے تو ہر آنے جانے والے سے اپنی جنم بھومی کے بارے میں پوچھتے اور بات کرتے رہتے تھے۔اقبال نے جس کثرت اور والہانہ پن سے اپنے وطن کی خوب صورتی کا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

ذکر کیا ہے۔ اقبال کے علاوہ اور بھی بہت سارے شاعر ہیں جنھوں نے کشمیر کے خارجی نظاروں، فطری بہاروں کے بارے میں لکھا ہے۔ اِقبال کے کلام کی اضافی خوبی یہ ہے کہ اُنھوں نے ایک طرف کشمیر کے فطری اور پر بہار نظاروں کے بارے میں بھی لکھا ہے اور کشمیر کے اندر زندگی کرنے والے باشندوں کے سیاسی سماجی اور معاشی مسائل پہ بھی کھل کر لکھا ہے وہ اکثر کشمیریوں کی حالت زار پہ کڑھتے تھے اور اپنے کلام میں بہت جگہ اس کا اظہار بھی کیا ہے کہ وہ قوم جو بہت ذہین و فطین اور چرب دست و تر دماغ ہے وہ معاشی مسائل کا شکار ہے۔ ان کی یہ خواہش تھی کہ یہ قوم خوش حال ہو جائے اور معاشی مسائل سے چھٹکارہ پالے۔ نیز وہ کشمیریوں کے سیاسی و سماجی مسائل پر بھی کڑھتے تھے اور ان مسائل کے حل کے لیے نت نئی تجاویز دیا کرتے تھے۔ اس حوالے سے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> "اقبال کشمیر کے تشخص، ترقی، خوش حالی اور فلاح وصلاح کے زبردست متمنی تھے۔ کشمیر کے معاملات شخصی حکومت کے مظالم اور اس خطے کی معاشی اور تعلیمی پسماندگی کا خیال اقبال کے دامن گیر رہتا تھا۔"(۷)

یوں ہم دیکھتے ہیں کہ اقبال جس طرح کشمیر کے خارجی اور داخلی حوالے سے نظر رکھے ہوئے تھے اور اپنے کلام میں کشمیر کے بارے جن خیالات و افکار کا اظہار کیا ہے بشیر احمد نحوی نے اس کو بطور خاص ملحوظ رکھا ہے اور فکرِ اقبال کی روشنی میں وادیِ کشمیر اور اہلِ کشمیر کی حالت کا جائزہ لیا ہے۔

۶۔ اقبالیات، شمارہ ۱۳:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ "اقبالیات" کے شمارہ نمبر ۱۳ کو بشیر احمد نحوی نے ترتیب دیا ہے۔ اس شمارے میں بشیر احمد نحوی نے صِرف مقدمہ بہ عنوان "پیشِ گفتار" ہی لکھا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے اِس شمارے کے مقدمے میں نہ صرف یہ کہ نئے لکھنے والوں کا تعارف کروایا ہے بلکہ بہت سارے ایسے لکھاریوں کو بھی لکھنے اور "اقبالیات" رسالے میں تحریریں چھپوانے کی دعوت دی ہے جو کہ فکرِ اقبال میں دل چسپی لیتے ہیں یا جو سمجھتے ہیں کہ اس موضوع پہ ان کے پاس لکھنے کے لیے نیا موضوع یا نیا زاویہ ہے۔ کیوں کہ بشیر احمد نحوی کے خیال میں فکرِ اقبال ایک بہتے دریا کی مانند ہے، لہٰذا ہر حساس ذہن اس سے اپنے ظرف اور ذہانت کے مطابق کچھ نہ کچھ کشید کرنے کی صلاحیت تو رکھتا ہے۔ انھوں نے بہ طورِ خاص اس شمارے میں ان لکھاریوں کا ذکر کیا ہے جو کہ خالصتاً ادب کے شعبہ سے تعلق نہیں رکھتے بل کہ کوئی ڈاکٹر ہے، کوئی جج ہے اور کوئی کسی اور شعبہ زندگی سے وابستہ ہے۔ کسی بھی تخلیق کار کے سامنے سب سے بڑا چیلنج یہ ہوتا ہے کہ وہ تخلیقی اعتبار سے کتنا عرصہ زندہ رہے گا؟ جس شاعر و ادیب کا تخلیقی فن

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

پارہ بڑے اور وسیع تخلیقی تجربے کا امین ہو اور اس میں آنے والے زمانوں کی بھی جھلک پائی جاتی ہو، وہ فن پارہ کلاسیک کا درجہ اختیار کر لیتا ہے۔ اقبال کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے۔ اقبال کی شاعری آنے والے زمانوں کا بھی پتا دیتی ہے۔ اقبال کی شاعری جدید صَدی کے فِکری تقاضوں سے کس طرح ہم آہنگ ہے اور جدید زمانے میں کیسے اس کی اہمیت دوچند ہو گئی ہے۔ بشیر احمد نحوی کا رویہ آسانی پیدا کرنے والے انسان کا رویہ ہے۔ ان کے خیال میں اب جب کہ فکرِ اقبال کو سمجھنے اور اس میں دل چسپی لینے والے ارکان کی تعداد میں روز بہ روز اضافہ ہوتا جا رہا ہے تو ضرورت اس امر کی ہے کہ فکرِ اقبال کو سہل اور سادہ بنا کر پیش کیا جائے۔

۷۔ اقبالیات، شمارہ ۱۵:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ "اقبالیات" کے شمارہ نمبر ۱۵ میں بشیر احمد نحوی کا ایک مضمون بعنوان "علامہ اقبال اپنے بیانات اور تقاریر کی روشنی میں" شامل ہے۔ بشیر احمد نحوی چوں کہ فکرِ اقبال اور شخصیت اقبال کے عاشق و شیدائی ہیں، اس لیے اُنھوں نے کوشش کی ہے کہ اُن کے محبوب شاعر اقبال کی زندگی اور ان کی فِکر کا کوئی بھی گوشہ ان کی نظروں سے اوجھل نہ رہ جائے۔ اُنھوں نے حتی المقدور کوشش کر کے تمام گوشوں پہ روشنی ڈالی ہے۔ اس مضمون میں اقبال کے وہ بیانات اور تقاریر جو کہ ریکارڈ کا حصّہ بھی نہیں ہیں اُنھوں نے ان بیانات کو بھی جمع کیا ہے اور ملک میں جاری مختلف مسائل پہ اقبال کی آرا کا جائزہ لیا ہے۔ اِن بیانات میں قادیانیت، تعلیمِ نِسواں اور تصوف وغیرہ شامل ہیں۔ اقبال کے یہ بیانات بھی ایک کامل دانش ور کے بیانات ثابت ہوئے ہیں کیوں کہ وہ حکیم الامت ہیں اور ان کی کوئی بھی بات حکمت و تدبر سے خالی نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پہ اسلام میں نسائیت کے تصور کے بارے میں بات کرتے ہوئے وہ جو فرماتے ہیں، بشیر احمد نحوی نے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے:

> "اسلام میں نسائیت کے تصور کے بارے میں کچھ کہنے کا مقام تو نہیں ہے تاہم مجھے نہایت صاف گوئی کے ساتھ یہ تسلیم کر لینا چاہیے کہ میں مرد اور عورت میں مطلق مساوات کا علم بردار نہیں ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فطرت نے ان کے لیے مختلف فرائض مختص کیے ہیں اور ان فرائض کی درست طور پر انجام دہی انسانی کُنبہ کی صحت اور خوش حالی کے لیے یکساں طور پر از بس ضروری ہے۔ مغربی عورت کی نام نہاد آزادی جو مغربی انفرادیت اور غیر صحت مندانہ مسابق کے باعث پیدا شدہ خصوصی اقتصادی صورت حال کی آفریدہ ہے۔" (۸)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلّہ

جس طرح کسی بھی شاعر کی شخصیت کو سمجھنے کے لیے اس کی شاعری کے علاوہ اس کے نجی خطوط کا بھی سہارا لینا پڑتا ہے، اسی طرح کسی بھی شاعر کی شخصیت کو سمجھنے کے لیے اس کی تقریروں اور مختلف جگہوں پہ اور مختلف مسائل پہ دیے گئے بیانات اور مختلف جگہوں اور مختلف تقریروں سے اس کی شخصیت کا جو امیج بنتا ہے، وہ زیادہ پختہ ہوتا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے کچھ تو اس غرض سے اور کچھ اقبال کی محبت میں ان کی زندگی کے کسی بھی گوشے کو خالی نہ چھوڑنے کے عزم کے تحت اقبال کی مختلف تقریروں اور بیانات کا ذکر کیا ہے جن سے ان کے مختلف اَفکار و نظریات کا پتا چلتا ہے۔ اقبال نے مُختلف موضوعات جیسے تَصوف، عورت کے لیے معاشرے میں مقام، نسائی تعلیم، نظام تعلیم، تہذیب و معاشرت وغیرہ پہ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جس کو بشیر احمد نحوی نے اس مضمون میں یک جا کر کے مُختلف حوالوں سے اُن کا زاویۂ نظر بیان کر دیا ہے۔

۸۔ اقبالیات، شمارہ ۱۶:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ " اقبالیات "کا شمارہ نمبر ۱۶ بشیر نحوی کا ہی مرتب کردہ ہے۔ اس کا" اداریہ "بھی بشیر احمد نحوی نے لکھا ہے اور ایک اور مضمون بعنوان "شورش کاشمیری کی شاعری پر فکرِ اِقبال کے اَثرات" بھی شایع ہوا ہے۔ "اداریہ" میں بشیر احمد نحوی نے ان ناقدین کا شکریہ ادا کیا ہے، جنھوں نے اس شمارے کے لیے مضمون ارسال کیے۔ نیز بزرگ ناقدین کے اقبالیات پہ کیے گئے کام جو سراہنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔ ایک تجویز بھی اُن کے زیرِ غور تھی، اس کا بھی ذکر کیا ہے کہ جو بزرگ اب بہت بوڑھے ہیں ان کی جگہ پہ ماہرین اقبالیات کی ایک نئی کھیپ ہونی چاہیے جو اِس خلا کو پورا کر سکے۔ اِس شمارے میں موجود اپنے مضمون "شورش کاشمیری کی شاعری پر فکرِ اقبال کے اثرات" کے آغاز میں بشیر احمد نحوی نے برصغیر پاک وہند کی اُن ہستیوں کا ذِکر کیا ہے جن سے وہ حد درجہ متاثر رہے ہیں۔ اُن میں مولانا عطا اللہ شاہ بخاری، مولانا ظفر علی خان، مولانا آزاد، مولانا شوکت علی، مولانا جوہر، مولانا عبید اللہ سندھی اور آغا شورش کاشمیری بہ طورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔ شورش کے ذکر کے ساتھ ہی وہ شورش کی شاعری کی خصوصیات بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ ان کی شاعری میں پر شکوہ لب ولہجہ، کمال کا آہنگ و طنطنہ، عشقِ رسول ﷺ اور وطن پرستی جیسے عناصر کثرت سے ملتے ہیں۔ شورش کاشمیری کا پہلے "گفتنی و ناگفتنی" کے عُنوان سے شعری مجموعہ شایع ہوا۔ پھر ۱۹۹۶ء میں پُورا کلیات شایع ہو گیا۔ بشیر احمد نحوی کے بقول اُن کا کلیات پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ اُنھوں نے شعور اور لاشعوری ہر دو سطح پہ اقبال کی شاعری سے اثر قبول کیا ہے۔ ویسے تو کسی شاعر پہ دوسرے شاعر کا اثر ہونا ادبی میدان میں بہت اچھا تصور نہیں کیا جاتا؛ لیکن وہ شاعر جو عاشقانِ اقبال میں

ماخذ تحقیقی مجلّہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں یا جنھوں نے فکرِ اقبال کو اپنی شاعرانہ فِکر پہ طاری کر لیا ہے، وہ اِس بات کا فخریہ اعلان کرتے ہیں کہ اُن کی فِکر اقبال کی فکر سے متاثر ہے۔ شورش بھی انہی شعرا میں سے ایک ہیں۔ شورش کاشمیری کی شاعری پہ علامہ اقبال کی شاعری کے اثرات کو بشیر احمد نحوی نے واضح طور پہ محسوس بھی کیا تھا اور اُن کے اَشعار کی روشنی میں اِس اَمر کی وضاحت بھی کی تھی کہ اقبال کی فِکر کس کس طرح سے اور کن کن زاویوں سے شورش کی فکر پہ اثر انداز رہی ہے۔ اس حوالے سے بات کرتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> "کلیات شورش کی کسی بھی نظم کے سیاق و سباق کو جب ہم دیکھتے ہیں وہاں اقبال کی فکر کے پَرتَو، ان کے احساس کی تابناکی یا اقبال کے کسی شعر کو ہی بنیاد بنا کر ایک نئی دنیا کی معرفت ہمیں نصیب ہو جاتی ہے۔"(۹)

یوں ہم دیکھتے ہیں کہ بشیر احمد نحوی نے شورش کے کلام پہ اقبال کی فِکر کا اثر محسوس کر کے اپنے تاثرات کا اظہار اس مضمون میں کیا ہے۔ وہ اقبال کا شعری مزاج بھی سمجھتے ہیں اور شورش کا شعری مزاج بھی سمجھتے ہیں اور یہ ایک نکتہ رس اور صاحبِ بصیرت نقاد کے بس کا ہی روگ ہے۔

۹۔ اقبالیات، شمارہ ۱۷:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ "اقبالیات" کے شمارہ نمبر ۱۷ میں جس کو پروفیسر بشیر احمد نحوی نے ترتیب دیا ہے؛ دو حِصّے ہیں۔ پہلا حِصّہ فکرِ اقبال کے حوالے سے مختلف ماہرینِ اقبالیات کے مضامین پہ مبنی ہے جب کہ دوسرا حِصّہ بہ عنوان "گوشۂ منظور" ہے۔ اس حصّے میں اِقبال کے بہت بڑے قدر دان اور اِسی وادی سے تعلق رکھنے والے حکیم منظور کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے مختلف مضامین کا انتخاب ہے جو حکیم منظور کے فِکر و فَن کے حوالے سے ہے۔ اِس جریدے کے "اداریے" میں اُنھوں نے اس بات پہ اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ اِقبال کے فِکر و فَن پہ آئے سال زیادہ سے زیادہ کام ہو رہا ہے جو کہ اِس بات کی دلیل ہے کہ فکرِ اقبال کی تبلیغ کا کام زَور و شور سے نہ صرف ہو رہا ہے بل کہ اس کو قبول کرنے والا طبقہ بھی روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔

اِسی شمارے میں بشیر احمد نحوی کا اپنا مضمون "نئی صدی میں شاعرِ مشرق کی مَعنویت" کے عُنوان سے بھی ہے۔ یہ بات حَقیقت کا دَرجہ اختیار کر چکی ہے کہ کوئی بھی تخلیق اس وقت تک آفاقی حیثیت نہیں اختیار کر سکتی جب تک کہ اس کا تخلیقی تجربہ بہت بڑے پھیلاؤ کا امین نہ ہو اور اس کے موضوع اور فنی وسیلوں میں آفاقیت کی جھلک نہ ہو۔ غالب و میر کے ساتھ ساتھ اقبال ہمارے اُردو کے وہ شاعر ہیں جِن کی شاعری کے پیغام کو آفاقی پیغام اور جن

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلّہ

کی فِکر کو بلا تامل آفاقی فِکر کہا جا سکتا ہے۔ آفاقی فِکر ہر عہد میں اپنی معنویت کی مخصوص اور متعینہ چمک دمک رکھتی ہے۔ اِقبال کا کلام نئ صدی کے فِکری تقاضوں کو کامل طور پہ پورا کرتا ہے۔ گو کہ سائنس اور ٹیکنالوجی نے بہت ترقی کرلی ہے مگر رَوحانی اَقدار کے احیا اور تجدید کے لیے ہم کو کلامِ اقبال اور اس جیسے دوسرے شاہکاروں کی طرف ہی رجوع کرنا پڑتا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے شعری مثالیں دے کر ثابت کیا ہے کہ کِس طرح اقبال کے ہاں جو تصورِ انسان ہے وہ اکیسویں صدی اور آنے والی صدیوں سے ہم آہنگ ہو گا اور حکیم الاُمت نے مسلمانوں کے آپس کے نفاق اور تفرقہ کے بارے جو شاعری کی کیا وہ آج بے معنی ہو گئی ہے؟ نہیں وہ شاعری آج بھی بہت با معنی ہے۔ اقبال نے یورپی تہذیب و تمدن کے کھوکھلے پن کو دیکھتے ہوئے جو پیش گوئیاں بیسویں صدی میں کی تھیں، آج ان کو ہم پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ غرض بہت سارے حوالوں سے اِقبال کی فِکر اس جدید عہد میں بھی ہمارا ساتھ دیتی نظر آتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی مَذکور ہوا ہے کہ اِقبال کے پیغام میں آفاقیت قرآن پاک کی تعلیمات اور فِکر کی وجہ سے آئی ہے۔ اِقبال نے کلامِ اللہ کو بہت محبت، بہت رغبت اور کھلے دل و دماغ سے پڑھا ہے جس کی وجہ سے قرآنی فِکر اور اُسلوب کا بہت کچھ اثر ان کی شاعری پہ بھی پڑا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے کلامِ اقبال کے آفاقی ہونے کی جو سب سے مضبوط دلیل اس مضمون میں دی ہے وہ فکرِ اقبال کا قرآنی فکر سے متاثر ہونے کا راز ہے۔ دُنیا میں بہت سارے ایسے شاعر گزرے ہیں جو کہ خوش قسمتی کی وجہ سے، خدا کی ودیعت کردہ مختلف صلاحیتوں کی وجہ سے، اپنی طبعی عمر سے زیادہ، اپنی تخلیقی عمر کی وجہ سے زندہ رہ جاتے ہیں جیسا کہ مولانا رُوم، امیر خسرو، شیکسپیئر، ملٹن، فرائیڈ، کارل مارکس وغیرہ انہی نابغوں کی صَف میں اقبال کا شُمار بھی ہوتا ہے۔ اقبال کی شاعری بھی کلاسیک کا درجہ اختیار کر چکی ہے کیوں کہ اقبال کی شاعری میں وہ لفظ استعمال ہوئے ہیں جن کے سارے کے سارے معنی اقبال نے نچوڑ لیے ہیں۔ ہر عہد میں اقبال کے اشعار کی معنویت اس عہد کے سیاسی و سماجی اور فکری تقاضوں کے مطابق ہوتی رہتی ہے اور ہوتی بھی رہے گی۔ بشیر احمد نحوی نے اقبال کے شاعری کے آفاقی پہلو پہ زور دیتے ہوئے بتایا ہے کہ کس طرح اور کیوں اقبال کی شاعری ہر عہد میں با معنی رہتی ہے۔ اقبال لفظوں کے نباض تو تھے ہی ساتھ ساتھ اُنھوں نے قرآن جیسی لافانی اور ہمیشہ رہنے والی کتاب سے جو اثر قبول کیا ہے اور اپنے فکر کے اکثر ماخذات قرآنی فکر کے مختلف گوشوں کو بنایا ہے تو اس ضمن میں یہ بات یقین کا درجہ اختیار کر لیتی ہے کہ جب تک قرآن جیسی لاریب کتاب با معنی رہے گی۔ تب تک ہی اقبال کی فکر بھی با معنی رہے گی اور ہر زمانے کے لوگ اس کلامِ اقبال سے مختلف معنی و مفہوم اخذ کرتے رہیں گے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلّہ

۱۰۔ اقبالیات، شمارہ ۱۸:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ " اقبالیات " کے شمارہ نمبر ۱۸ میں جس کے مدیر بشیر احمد نحوی ہیں۔ بشیر احمد نحوی کا مضمون "پروفیسر سراج الدین، چند یادیں، چند باتیں" کے عنوان سے ہے اور اس شمارے کا "اداریہ" بھی "حرفِ آغاز" کے عُنوان سے بشیر احمد نحوی نے ہی لکھا ہے۔

بشیر احمد نحوی چوں کہ ماہرینِ اقبالیات میں شُمار ہوتے ہیں، اس لیے ان کے لکھے گئے اداریوں میں بھی بہت سارے ایسے اشارے ہوتے ہیں جو فکرِ اقبال کے بارے بہت بلیغ ثابت ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پہ اِس شمارے کے اداریے میں وہ فکرِ اقبال پہ نئے نئے زاویوں سے ہونے والی تحقیق کے بارے میں جس طرح مطمئن ہیں اور جس طرح اُنھوں نے اِقبال کی شعری حسیت کی تفہیم کا تعارف کروایا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔

"پروفیسر سراج الدین۔ چند یادیں چند باتیں" کے عُنوان سے جو مضمون اِس شمارے میں شامل ہے، بشیر احمد نحوی نے پروفیسر سراج کے فِکر و فَن پہ زیادہ لکھنے کی بجائے پروفیسر سراج الدین کی عادات و خصائل پہ زیادہ لکھا ہے۔ بشیر احمد نحوی وہاں سے بات شروع کرتے ہیں جہاں سے آل احمد سرور نے سراج الدین کو کشمیر یونی ورسٹی آنے کی دعوت دی تھی اور وہ مع اہل و عیال تشریف لے آئے تھے۔ پھر ان کی عادات و خصائل بیان کرتے کرتے مضمون کا اختتام کر دیا۔ ان کی فطرت سے محبت کی عادت اور منکسر المزاجی کو بہت سراہا ہے۔ ان کی اس عادت کے حوالے سے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> "علم کی نہ نمائش کرتے تھے بل کہ وہ صحیح معنی میں منکسر المزاج تھے اور اس سے بڑی بات یہ کہ دوستوں کا لحاظ اور دوستوں کی خوبیوں کا احترام بھی ان کے مزاج کا حصہ تھا۔ لہٰذا وہ دوستوں کی تحریروں کے شائق رہتے اور انہیں کھل کر داد دیتے تھے اور اپنے بارے میں کسی سے توقع نہ رکھتے تھے۔"(۱۰)

ان کے اندر جو ایک آرٹسٹ چھپا ہوا تھا بشیر احمد نحوی نے اس کو بھی دریافت کر کے قارئین کے سامنے لا کھڑا کر دیا۔ پروفیسر سراج الدین جس طرح فطری نظاروں میں محو ہو جاتے تھے اور جہاں ان کو فطری نظاروں میں آرٹ کا کوئی کوندا نظر پڑتا اسی جگہ رک جاتے۔ ان سب عادات کو بشیر احمد نحوی نے بہ طور خاص مشاہدہ کیا ہے۔ سراج الدین کے قلم میں جو کاٹ تھی اور اُنھوں نے اقبال کی مثنوی کا جو ترجمہ کیا ہے، بشیر احمد نحوی نے اِس کی بہت تعریف کی ہے۔ بشیر احمد نحوی نے اپنے جن سینئر معاصرین کا ادب و احترام سے ذِکر کیا ہے اِن میں پروفیسر سراج

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلّہ

الدین کا شمار بھی ہوتا ہے۔ پروفیسر سراج الدین ماہر اِقبال ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر عُلوم پہ بھی کماحقہ دست رس رکھتے تھے۔ پرانی طرز کی اَخلاقی اَقدار کے امین اور پَرچارک تھے، وضع دار آدمی تھے۔ بشیر احمد نحوی نے جہاں اُن کی اور وضع دارانہ خصوصیات کا ذکر کیا ہے وہاں ہی ان کی علمیت اور ان کی فطرت پسندی اور ان کے اندر چھپے ہوئے فن کار کی نشان دہی بھی کی ہے۔ ان کے بقول پروفیسر سراج الدین کسی دیوار یا گھر کی بناوٹ میں بھی دل چسپی سے منہمک ہو جاتے تھے۔ فطری نظاروں کی خوب صورتی کو دیکھتے ہوئے ان پہ جو والہانہ پن طاری ہو جاتا تھا، وہ بھی بہ طور خاص بشیر احمد نحوی کے ملحوظ رہا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے پروفیسر سراج الدین کی وضع داری کے ساتھ ساتھ جس عادت کو سب سے زیادہ سراہا ہے، وہ ان کی عاجزی ہے وہ کسی پہ علمیت کا رعب ڈالنے کے حق میں نہ تھے، نہ کسی پہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ ان کو بہت کچھ علم ہے۔

۱۱۔ اقبالیات، شمارہ ۱۹:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ "اقبالیات" کے شمارہ نمبر ۱۹ میں بشیر احمد نحوی کا ایک مضمون "اقبال۔ ایک دانش نورانی" کے عنوان سے ہے۔ اسی شمارے میں "گفتنی" کے عنوان سے بشیر احمد نحوی نے اس شمارے کا دیباچہ بھی لکھا ہے۔ اِس دیباچے میں اُنھوں نے جہاں مختلف اہلِ علم و قلم کی طرف سے اِس شمارے کے لیے مضمون نہ بھیجنے کی شکایت کی ہے۔ وہاں اس امر پہ بھی زور دیا ہے کہ آج کے دور میں فکرِ اقبال کی معنویت کو مستحکم کرنے اور اس کے ابلاغ کی از حد ضرورت ہے۔ انھوں نے اس بات کی ضرورت پہ بھی زور دیا ہے کہ وہ لوگ جو خود کو ماہرینِ اقبال کے درجے پہ فائز سمجھتے ہیں یا جن کا اقبالیات سے بلاواسطہ تعلق ہے۔ وہ وسیع تر انسانی مُفاد کی خاطر آپس میں اختلافات کو بھلانے کا درس دیں اور فکرِ اقبال کی روشنی میں ساری دنیا کے لوگوں کو متحد کرنے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگا دیں۔

بشیر احمد نحوی نے اپنے مضمون " اقبال۔ ایک دانش نورانی" میں پہلے تو مضمون کے آغاز میں ہندوستان کو اور اہلِ ہندوستان کو مبارک باد دی ہے کہ یہ خطہ اتنے عالی دماغ کی پیدایش کا سہرا سجائے ہوئے ہے اسی طرح کہ جس طرح یونان اور اہلِ یونان اپنے بڑے بڑے فلسفیوں مفکروں اور دانش وروں پہ بجا طور پہ فخر کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے اقبال کی مجموعی فکر کا جائزہ لیا ہے۔ پھر ان دونوں اصطلاحات یعنی "دانش نورانی" اور "دانش برہانی" کی وضاحت کی ہے۔ یہ امر توجہ طلب ہے کہ اقبال کے نظامِ فکر کو جس نقاد نے بھی موضوع بحث بنایا ہے، اس میں اقبال کے تصور عقل و عشق کو مرکزی اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ بل کہ وزیر آغا نے تو اس موضوع پہ مکمل کتاب "

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلّہ

تصوراتِ عقل و خرد اقبال کی نظر میں" لکھی ہے۔ اس مضمون میں بھی عقل و خرد کو ہی راہ نما بنایا گیا ہے۔ عشق اقبال کی شاعری کا مرکزی حوالہ ہے جس کی نمائندہ دانشِ نُورانی ہے۔ یہ دانشِ نُورانی وحی سے اِکتسابِ علم کرتی ہے اور اس دانش کی برکت سے مالامال شخص خدا کے مخصوص نور سے راہ نمائی پا کر اپنے معاملات طے کرتا ہے جب کہ اس کے مدِمقابل دانش برہانی عقل پہ ہی منحصر ہوتی ہے۔ اِس کے پاس منزل تک پہنچنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ اسی طرح دانشِ برہانی کی اِصطلاح دانشِ نورانی کے الٹ معنی میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کی وضاحت بھی بشیر احمد نحوی نے کی ہے۔ بشیر احمد نحوی نے عقل کی نمایندہ دانشِ برہانی کو چراغ راہ تو مانا ہے لیکن منزل ماننے سے انکاری ہیں کیوں کہ اِقبال کے کلام سے اس طرح کے کئی اشارے ملتے ہیں۔ مضمون کے اِختتام پہ اس مضمون کا لب لباب نکالتے ہوئے وہ اِس نتیجے پہ پہنچتے ہیں کہ دانشِ نورانی کا منبع، نُور و وحی ہے جب کہ دانشِ برہانی کا منبع، اِنسانی عِلم و دانش اور دلائل و براہین ہے۔ یوں اِنسانی علم کا وحی کے علم سے کیا تقابل، اہلِ نظر و اہلِ فہم خُود ہی اِس فرق کو سمجھ سکتے ہیں۔ ذرا سا بھی عقل و شعور رکھنے والا آدمی اور وہ آدمی جو وحی کے علم کی عظمت کا قائل ہو گا، وہ اس نکتے کو سمجھ جائے گا کہ وحی کا علم کامل و اکمل شکل میں اترتا ہے جب کہ اس کے مقابل انسانی علم خواہ اس میں انسان کی طرف سے کتنی ہی کاملیت کا دعویٰ کیوں نہ ہو ناقص ہوتا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے اقبال کے کلام میں ان کے دو نظریات دانشِ نورانی، اور دانشِ برہانی کو عمدہ طریقے سے اور بہت صراحت کے ساتھ پیش کیا ہے اور دونوں کے درمیان مماثلت اور فرق کو بھی عمدگی سے بیان کیا ہے۔ بہت سارے ناقدین اُردو ادب نے اقبال کے کلام کا اس زاویے سے جائزہ لیا ہے اور دانشِ نورانی و دانشِ برہانی یا اس کے مترادف معنی میں جو شاعری کی گئی ہے اس کا جائزہ لیا گیا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے بھی اقبال کی شاعری کا اس حوالہ سے جائزہ لیا ہے اور اس نتیجے پہ پہنچے ہیں کہ دانشِ نورانی اقبال کے کلام میں دانشِ برہانی کی نسبت غالب خوبی شمار کی گئی ہے۔

۱۲۔ اقبالیات، شمارہ ۲۱:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ "اقبالیات" کے شمارہ نمبر ۲۱ میں بشیر احمد نحوی کا مضمون "کشمیر میں اقبال شناسی کی روایت" کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں دو ہزار سے لے کر دو ہزار دس تک کے عرصہ میں وادی میں انفرادی طور پہ اور اجتماعی طور پہ جو کتب اقبالیات کے موضوع پہ لکھی گئی ہیں ان کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔ مضمون کے آغاز میں سب سے پہلے بشیر احمد نحوی نے اقبال کا اس وادی سے تعلق ہونا خداوند تعالیٰ کی طرف سے رحمت و برکت قرار دیا ہے۔ پھر یہ بتایا ہے کہ وادی کے اس سپوت کے فِکر و فَن کی تفہیم کی ذمے داری وادی کے ذمے تھی جس کی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلہ

وجہ سے اداروں نے اور انفرادی طور پہ ماہرینِ اقبال نے بہت سارا کام کیا۔ اس حوالے سے بشیر احمد نحوی بتاتے ہیں کہ کس طرح وادی کے ناقدین نامساعد حالات میں بھی اِقبالیات کے موضوع پہ کتب شایع کر رہے ہیں۔ اِس مضمون میں سب سے پہلی کتاب جس کا ذکر بشیر احمد نحوی نے کیا ہے وہ اِقبالیات کے حوالے سے معروف ماہرِ اقبال پروفیسر حامدی کاشمیری کی کتاب " اِقبال کا تخلیقی شعور" کے نام سے ہے جو کہ ۲۰۰۱ء میں شایع ہوئی اور بقول بشیر احمد نحوی اَدبی حلقوں میں اِس کی خوب خوب پذیرائی ہوئی۔ دوسری کتاب جو اقبال انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے چھپی ہے وہ ڈاکٹر قدوس جاوید کی کتاب "اقبال کی تخلیقیت" ہے۔ یہ کتاب سات مقالات پہ مبنی ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

۱. اقبال شناسی: مفہوم و معیار
۲. تخلیقیت۔۔۔ اسرار و رموز
۳. اقبال کی تخلیقیت
۴. اقبال کی تخلیقیت۔۔۔ قاری اور قرات
۵. اقبال کی تخلیقیت۔۔۔ متن اور بین المتونیت
۶. اقبال کی تخلیقیت اور غزل
۷. اقبال کی تخلیقیت اور استعاراتی نظام

اس کے بعد انھوں نے اپنی تین کتابوں کا ذکر کیا جو کہ ۲۰۰۰ء سے لے کر ۲۰۰۳ء تک کے عرصہ میں چھپ کر سامنے آئیں ان میں " مسائلِ تصوف اور اقبال "، "اقبال: عرفان کی آواز "اور " اقبال ایک تجزیہ " شامل ہیں۔ پروفیسر مرغوب بانہالی جو کہ ماہرینِ اقبال میں شمار ہوتے ہیں، ڈاکٹر بشیر احمد نحوی نے ان کی اقبال کے فِکر و فَن پہ لکھی گئی دو کتابوں کو خوب خوب سراہا ہے۔ ان کی کتب "آدم گریِ اقبال" اور "اِقبال کے رُوحانی فِکری اور فنی سر چشمے" کے نام سے ہیں۔ ۲۰۰۸ء سے ۲۰۰۹ء میں کشمیر کے معروف سیاسی راہ نما سید علی گیلانی کی کتاب" اقبال، روحِ دین کا شناسا" دو جلدوں میں چھپ کر سامنے آئی۔ ان تمام مذکورہ کُتب کے علاوہ کشمیر یونی ورسٹی چھوٹے بڑے سیمینار اور ادبی محافل کا اہتمام کراتی رہی ہے اور اِس ادارے کا بنیادی مقصد فکرِ اقبال کی ترویج و ترقی ہی رہا ہے۔ اِس حوالے سے بات کرتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

"ریاست میں انتہائی ناموافق سیاسی حالات کے باوجود اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی گزشتہ برسوں میں کافی متحرک رہا اور چھوٹے بڑے سیمینار اور ادبی محافل کا انعقاد کرتا رہا۔

ماخذ تحقیقی مجلّہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

ایک لاکھ سے زائد اَشعار کے رنگین Stickers لداخ سے لے کر کشتواز کے آخری دیہاتوں تک پہنچائے گئے اور اِسی طرح وادی کے کالجوں، اِسکولوں اور لائبریریوں میں فکر انگیز اور نُور بصیرت کی آرزہ سے معمور اشعار دَرودیوار پر نصب کیے گئے۔"[١١]

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ میریات اور غالبیات کے بعد اقبالیات کی اِصطلاح بھی اُردو ادب میں بہت پہلے سے تُعارف اور رائج پاچکی ہے۔ فکرِ اقبال نے الگ اور نمایاں دبستان کا درجہ اختیار کر لیا ہے اور برصغیر پاک وہند پہ مختلف جگہوں سے اقبال کے فِکر وفَن پہ بہت ساری معیاری کتب لکھی جاچکی ہیں اور لکھی بھی جارہی ہیں۔ اہلِ کشمیر کے لوگوں اور اداروں نے اپنا فرض اور قرض سمجھ کر اقبال پہ بہت کچھ لکھا ہے۔ اہلِ کشمیر میں مسلم اور غیر مسلم ادیبوں کا اِختصاص نہ تھا بلکہ جہاں حامدی کاشمیری، بشیر احمد نحوی جیسے مسلم ناقدین نے لکھا ہے وہاں ہی جگن ناتھ آزاد جیسے غیر مسلم ناقد نے بھی فکرِ اقبال پہ خوب خوب لکھا ہے۔ جگن ناتھ آزاد کا خصوصی حوالہ اور ان کی کتب کا خصوصی ذکر بھی اس مضمون میں ملتا ہے۔ اس مضمون میں مخصوص عہد میں یعنی صرف دس سالوں میں ہی اقبال کے فِکر وفَن پہ اتنی کتابیں لکھی گئی ہیں کہ سب کا شُمار ممکن نہ تھا اور بشیر احمد نحوی نے صرف معروف ناقدینِ ادب و فن ہی کی کتابیں گنوائی ہیں اور ساتھ ساتھ کشمیر انسٹی ٹیوٹ آف کلچر اینڈ فلاسفی کی طرف سے شایع شدہ کتب کا ذکر کیا ہے۔ فکرِ اقبال پہ جو بہت سارے سیمینارز منعقد ہورہے ہیں۔ وادی کے ادیب ایسا صرف اور صرف فکرِ اقبال کی ترویج وترقی کے لیے کر رہے ہیں۔ تحقیقی مجلّہ "اقبالیات" کا شمارہ نمبر ۲۱ بشیر احمد نحوی کی ادارت میں مرتب پایا اور شمارے کا "پیش لفظ" بھی بشیر احمد نحوی نے لکھا ہے اور ایک مضمون بعنوان "اقبال کا ارمغان حجاز فارسی رسول عربی ﷺ کی سرزمین کا تصوراتی سفر نامہ" ہے۔ اس مجلّے کے "پیش لفظ" میں وہ روایتی طریقے سے اقبالیات کے میدان میں ہونے والی ترقیوں اور کامیابیوں کا ذکر کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں کہ کس طرح اس شمارے میں بھی بہت سارے مستند ماہرینِ اقبالیات نے مضمون لکھے ہیں۔ اقبال کی فِکر وفَن پہ جب کم معروف لوگوں سے بشیر احمد نحوی نے لکھوانا شروع کیا اوراس غرض سے کہ فکرِ اقبال کی ترویج کا اہتمام ملک گیر سطح پہ ہو تو لوگوں نے جس طرح کے الزامات لگائے اور جس طرح تنقید کی اس ساری روداد کو بھی بشیر احمد نحوی نے اس "پیش لفظ" میں لکھا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے اسی مجلے میں موجود اپنے مضمون کا آغاز اقبال کی رسول اکرم ﷺ سے محبت وعقیدت کے انداز سے شروع کیا ہے اور اقبال کی زندگی کے مختلف واقعات کو بھی اس مضمون کی زینت بنایا ہے۔ خاص طور پہ وہ واقعات جن سے عشق رسول ﷺ مترشح ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اقبال کے شعری حوالوں کو بہ

ماخذ تحقیقی مجلّہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

طور خاص ملحوظ رکھا ہے۔ وہ اشعار جو "ارمغان حجاز" کے ہیں اور جن میں عشقِ رسول ﷺ کی لو واضح طور پہ دکھائی بھی دیتی ہے اور دلوں کو گرماتی بھی ہے۔

۱۳۔ اقبالیات، شمارہ ۲۲:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ " اقبالیات" کا شمارہ نمبر ۲۲ جس کی ترتیب و تہذیب کی ذمہ داری پروفیسر ڈاکٹر تسکینہ فاضل کے سر ہے۔ اس شمارے میں بشیر احمد نحوی کا مضمون "گوئٹے اینڈ اقبال" دو نابغاتِ جہاں (ایک انگریزی کتاب کا اجمالی جائزہ) کے عُنوان سے ہے۔ جیسا کہ اِس مضمون کے عُنوان سے ہی ظاہر ہے کہ اِقبال نے گوئٹے سے جو فِکری اثرات قبول کیے اُس کا بیان ہے۔ دُوسرا یہ کہ کِس وجہ سے اِقبال گوئٹے کا اِتنا اَدب کرتے تھے؟ اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ اِقبال اور گوئٹے کے فِکری انسلاکات بہت تھے، ایسا کیوں تھا۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی اقبال اور گوئٹے کا ذکر کرنے کے بعد اِکرام چُغتائی کی مَرتب کردہ کتاب " اقبال اینڈ گوئٹے" کا خصوصی ذکر کرتے ہیں جو کہ چھے سو پچانوے صفحات پہ مشتمل ہے اور جس کو ۲۰۰۰ء میں اقبال اکادمی پاکستان نے شایع کیا ہے۔ اس کتاب کے اکرام چغتائی نے چار حصّے کیے ہیں۔ دیباچہ معروف مستشرق این میری شمل (جرمنی) نے لکھا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے اس مرتبہ کتاب کے ایک ایک حصّے کا جائزہ لیا ہے اور اس کے ایک ایک مضمون پہ کھل کر روشنی ڈالی ہے۔ مغربی سکالروں کے مضامین بھی بہ طور خاص دیکھے ہیں اور ان کی تفہیم کرنے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ معروف اُردو محقق اور اس کتاب کے مؤلف اکرام چغتائی نے اقبال اور گوئٹے کے فکری اشتراک کے بارے جو رائے قایم کی ہے۔ بشیر احمد نحوی نے اقبال اور گوئٹے کے اس فکری اشتراک و انسلاک کی بنیادی وجہ بھی بتائی ہے کہ گوئٹے کا رسولِ خدا ﷺ کے بارے نرم اور مؤدبانہ رویہ ہے۔ گوئٹے جرمن شاعر اور فلاسفر ہیں جن کو مشرقی تہذیب سے بہت لگاؤ تھا اور اسی لگاؤ کی وجہ سے انھوں نے مشرق کے نام اپنا پُورا دیوان لکھا۔ جواب میں اِقبال نے بھی مغرب کے نام اپنی پُوری کتاب لکھی۔ یوں اُن دونوں بڑے شاعروں کے درمیان قربت تو بڑھی ہی تھی ساتھ ہی ساتھ مشرق اور مغرب کا بُعد بھی بہت حد تک کم ہوا۔ اقبال گوئٹے کی فکر سے اس لیے بھی متاثر تھے کہ گوئٹے حضرت ﷺ کا از حد احترام کرتا تھا اور ان کی تعلیمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ بشیر احمد ی نحوی نے اس مضمون میں نہ صرف اقبال اور گوئٹے کے فکری انسلاکات و اشتراک کا ذکر کیا ہے بل کہ اکرام چغتائی کی مرتبہ کتاب "اقبال اور گوئٹے" کا بھی خصوصی ذکر کیا ہے۔ اس کتاب کے چاروں حصّوں میں جِن جِن اَدیبوں اور مفکروں نے مضامین

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلّہ

لکھے ہیں ان کا بھی بہ طور خاص تعارف اور ذکر موجود ہے اور ان کے اس کتاب میں شامل مضمون کی نوعیت کا بھی سرسری جائزہ لیا گیا ہے۔

۱۴۔ اقبالیات، شمارہ ۲۳:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ ”اقبالیات“ کا شمارہ نمبر ۲۳ کا ”دیباچہ“ بھی پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد نحوی نے لکھا ہے اور اس شمارے میں اقبال کے فِکر و فَن پہ اُن کا ایک مضمون بھی ہے۔ ”پیش لفظ“ میں بشیر احمد نحوی نے اِس مجلّہ کی بابت بتایا ہے کہ فکرِ اقبال کے کن کن زاویوں پہ اس شمارے میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اپنی روایتی تنقیدی بصیرت و بصارت سے کام لے کر اُنھوں نے شعرِ اقبال کی ساخت پہ بھی روشنی ڈالی ہے۔ اِس ”پیش لفظ“ میں بشیر احمد نحوی نے اپنے والد کی کلامِ اقبال سے دِلی وابستگی کو بھی موضوع بنایا ہے۔ نیز کشمیر یونی ورسٹی نے فکرِ اقبال کی تفہیم کے لیے جو کردار ادا کیا ہے، اس پہ بھی اجمالاً روشنی ڈالی ہے۔

اسی مجلے میں بشیر احمد نحوی کا ایک اور مضمون ” اگرچہ زادہ ہندم فروغ چشم من است “ کے عنوان سے ہے۔ اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے اقبال کی اپنے وطن سے محبت اور مسلم تہذیب و تمدن کے مراکز رہنے والے مختلف ممالک کے مختلف شہروں سے اقبال کی محبت کا ذکر کیا ہے۔ وطن سے محبت انسان کی جبلت میں شامل ہے اور حدیث شریف کی رو سے ایمان کا حصّہ بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ ہے کہ ہر تاریخی شہر کا اُنھوں نے محبت و عقیدت سے ذکر کیا ہے جو شہر اسلام کی تبلیغ کے لیے کام میں لایا گیا یا جس شہر سے کسی بزرگ ولی یا کسی نیک حکم ران کا تعلق رہا ہو۔ اپنے ایک فارسی شعر میں وہ تین معروف شہروں بخارا، کابل اور تبریز کا ذکر خصوصی محبت سے کرتے ہیں۔ اس مضمون میں دلی، اصفہان، شیراز، طوس، قونیہ بغداد، جلال آباد، مزار شریف اور کشمیر کے مختلف علاقوں کا بھی بہ طور خاص ذکر کیا گیا ہے۔ یہ سارے کے سارے وہ شہر ہیں جو کہ کسی نہ کسی حوالے سے ملت اسلامیہ کی یادگار رہے ہیں۔ اقبال کو کچھ کم فہم نقادوں نے یہ کہ کر عظیم شاعر ماننے سے انکار کر دیا ہے کہ اس کی شاعری کا دائرہ بہت محدود ہے۔ اس نے صرف اسلام کی بات کی ہے اور اسلامی تہذیب و ثقافت کا کثرت سے ذکر کیا ہے حالاں کہ دوستوفسکی جیسے عظیم لکھاریوں کے ہاں بھی عیسائیت مذہب سے متعلق فکشن میں بہت حد تک بحث ملتی ہے۔ علاوہ ازیں گوئٹے ، ملٹن جیسے شعرا کے ہاں بھی مذہبی عناصر کی پیش کش ہے۔ کوئی بھی شاعر یا لکھاری معتوب صرف اس وقت قرار پاتا ہے جب کہ وہ صرف اپنے مذہب کو ہی سچا سمجھتا ہے اور باقی مذاہب کے بارے تنگ دلی اور تعصب کا رویہ اپناتا ہے۔ اقبال نے اپنی شاعری میں کسی ایک جگہ بھی باقی مذاہب سے نفرت یا تنگ نظری کا رویہ نہیں اپنایا اس کا درس

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

دیا ہے ،ہاں البتہ وہ دلائل و براہین کے ساتھ مذہب اسلام کو انسانیت کے لیے نجات دہندہ تصور کرتے ہیں کیوں کہ ان کے بقول انسانیت کے ہر مسئلے کا حل اسلام کے اندر موجود ہے۔اسی مذہب اسلام کی حقانیت کے تحت اقبال نے ان شہروں کا بہ طور خاص ذکر کیا ہے جو شعائر اسلامی کی علامت رہے ہوں یا جہاں جہاں تاریخِ اسلام کے اہم واقعات رونما ہوئے ہوں یا جہاں جہاں اسلام کی نام ور ہستیوں کا قیام رہا ہو۔ درج بالا مضمون میں بشیر احمد نحوی نے کلامِ اقبال کی روشنی میں ان تمام شہروں کی اہمیت و معنویت پہ روشنی ڈالی ہے جو اقبال کی شاعری میں مخصوص معنویت کے تحت آئے ہیں۔

۱۵۔اقبالیات، شمارہ ۲۴:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ "اقبالیات "کا شمارہ نمبر ۲۴ میں بشیر احمد نحوی کا مضمون بہ عنوان "اقبال کا کارنامہ" درج ہے۔اِس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے شاعری کی ضرورت و اہمیت سے بات شروع کی ہے اور مختلف ممالک کے نام ور شعرا کی اختصاصی شعری خوبیاں کا ذکر کیا ہے ،ساتھ ہی ساتھ قرآن کی شعرا کے بارے میں مذمت اور تعمیری شاعری کرنے والے شعرا کے بارے میں انعامات کا ذکر بھی کیا ہے۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تمام عالم میں چند ہی لوگ ایسے ہوں گے جنھوں نے انسانیت کی تعمیر و ترقی کے لیے اور انسانیت کی وحدت کے لیے اپنی فکر کا ابلاغ کیا ہو۔اقبال کی شاعری کو وہ انسانیت کے لیے خیر و برکت کی وجہ سمجھتے ہیں کیوں کہ ان کے خیال میں یہ کلام قرآن پاک کی فکر سے ماخوذ ہے۔اس کے اُسلوب اور فکر پہ قرآنی فکر واُسلوب کی چھاپ واضح طور پہ نظر آتی ہے۔یوں اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے فکرِ اقبال کی انفرادی حیثیت کو احسن طریقے سے اور شعری مثالوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔

شاعری عام طور سے عشقیہ لطیف جذبات کے بیان کو ہی قرار دیا گیا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے شعرا اس گھمن گھیری سے باہر نہیں نکل سکے۔بشیر احمد نحوی نے بڑے بڑے شعرا کی مثالیں اس مضمون میں دی ہیں اور اقبال سے پہلے کی اُردو غزل تو اپنے لغوی معنی کے محدود دائرے سے باہر نکلنے کی کوشش ہی نہیں کرتی۔ چند ایک مثالوں کو چھوڑ کر اقبال تک آتے آتے یہ شاعری اپنی روایت کو بھی مستحکم کر چکی تھی اور موضوعات کا تعین بھی مستحکم کر چکی تھی۔ اقبال نے جب شاعری شروع کی تو وہ سیاسی و سماجی اور مذہبی حوالے سے پُر آشوب دور تھا۔ جہاں ہر چیز کی اصلاح کی ضرورت تھی وہاں ہی ادبی موضوعات میں تبدیلی اور اصلاح کی بھی بہت حد تک گنجائش موجود تھی۔اقبال نے شاعری کو گل و بلبل کی باتوں اور محبوب کی کنگھی چوٹی کے موضوعات سے نکال کر تحرک آمیز اور اصلاحی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

موضوعات کو اس طرح پیش کیا کہ فکر و فن کا حسین امتزاج پہلی مرتبہ دیکھنے کو ملا۔ جس کے نئے پن اور نئے ذائقے کی وجہ سے قارئین فوراً اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔اس مضمون میں بشیر احمد نحوی نے اقبال کی شاعری کے اختصاصی پہلوؤں کو بیان کیا ہے اور یہ بھی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ کس طرح اقبال کی شاعری باقی شعرا کے مقابل زیادہ عمدہ اور فکری و فنی لحاظ سے زیادہ پختگی کی حدوں کو چھو رہی ہے۔

۱۶۔اقبالیات،شمارہ ۲۶:

کشمیر یونی ورسٹی کے تحقیقی مجلّہ "اقبالیات" کے شمارہ نمبر ۲۶ میں بشیر احمد نحوی کا مضمون "تعلیمی نظام معیار و میزان میں ادبار و زوال ماہرین اور منتظمین کے لیے لمحۂ فکریہ!" کے عنوان سے ہے۔اس مضمون میں انھوں نے ابتدا میں تو تعلیم کی اہمیت پہ روشنی ڈالی ہے۔یورپ کی ترقی کا راز ان کے بہترین نظامِ تعلیم کو بتایا ہے اور ہم لوگوں کی پس ماندگی کی وجہ بھی نظامِ تعلیم کی خراب کارکردگی کو بتایا ہے۔اگرچہ انھوں نے یورپی نظامِ تعلیم کی خرابیوں کو بھی طشت از بام کیا ہے؛لیکن بطور مجموعی وہ اس چیز کے قائل ہیں کہ یورپ وامریکا کا نظامِ تعلیم جدید عہد کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

پھر وہ اپنے نظامِ تعلیم کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں اور وادی میں موجود انگریزی سکولوں میں پڑھائے جانے والے نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کو دلیل کے ساتھ غلط ثابت کرتے ہیں اور اس نظام پہ بہت سخت تنقید کرتے ہیں۔انگریزی اسکولوں کے علاوہ وہ اُردو میڈیم اسکولوں کے نصاب سے بھی خاص مطمئن دکھائی نہیں دیتے بل کہ اُن کے خیال میں اس عُمر میں اس طرح کا نصاب متعین کرنا بچوں کی دل چسپی میں اضافے کی بجائے ان کے ذہن پہ بوجھ کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔اِس طرح اُنھوں نے اس مضمون میں بہت ساری تجاویز دی ہیں جو کہ حکومتی اور نجی اداروں دونوں کے مالکان اور نصاب متعین کرنے والوں کے لیے سُود مند ہیں۔اُنھوں نے نصابِ متعین کرنے والے صاحبان کو تجویز دی ہے کہ ہر کلاس کے ذہنی معیار کو ملحوظ رکھ کر نصاب ترتیب دیا جائے۔اُنھوں نے نجی تعلیمی اداروں کے مالکان سے بھی استدعا کی ہے کہ وہ اپنے ہاں پڑھانے والے اساتذہ کو معقول معاوضہ دیں اور ان کا استحصال بند کر دیں کیوں کہ ان کے خیال میں جِن معاشروں میں اساتذہ کا تقدس پامال ہوتا ہے،وہ معاشرے خود پامالی کے راستے پہ گامزن ہو جاتے ہیں۔عہدِ جدید میں بالخصوص کسی بھی ملک کی ترقی کا انحصار تعلیم پہ ہے اور تعلیم کی ترقی اور اِرتقا کا دارومدار دراصل اس کے نظامِ تعلیم پہ منحصر ہے۔بدقسمتی سے مُسلمان ممالک اس حوالے سے بھی بہت پیچھے ہیں۔بشیر احمد نحوی نے وادی کے تعلیمی نظام کے بہت سارے اَسقام کو بے نقاب کیا ہے۔چھوٹی کلاسز کے

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

بچوں پہ حد سے زیادہ تعلیم کا بوجھ اور مشکل الفاظ و اصطلاحات نے بچوں کی دل چسپی کے ساتھ ساتھ ان کے سکون کو بھی غارت کر دیا ہے۔بشیر احمد نحوی نے سب سے زیادہ تنقید کا نشانہ نصاب مرتب کرنے والوں کو بنایا ہے جنھوں نے طالبِ علموں کی عمر اور اُن کی ذہنی استعداد کو ملحوظ رکھے بنا نصاب ترتیب دیا ہوا ہے اور ہمارے نصابِ تعلیم میں دھڑا دھڑ ڈگریاں بانٹنے کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ یہ ڈگریاں طالبِ علموں میں اعتماد بھی پیدا نہیں کر رہیں نہ کوئی مہارت پیدا کرتی ہیں۔ یہ مضمون ہمارے تعلیمی نظام کی پس ماندگی اور جمود کی بنیادی وجہ کو بیان کرتا ہے۔ اگر ہم نے اپنا تعلیمی نظام بہتر بنانا ہے تو اس مضمون میں چھپے مفید اشاروں کو تلاش کر کے ان کے مطابق اپنے نظامِ تعلیم کو ڈھالنا ہو گا۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو پھر ہمارا نظامِ تعلیم بھی جدید بنیادوں پہ اُستوار ہو سکتا ہے اور ہم جدید عہد کی نِت نئی ایجادات کے ساجھے دار بن سکتے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو پھر جو حشر ہمارا ہو رہا ہے یہی ہونا ہے۔

ب۔ مرتبہ کتب میں چھپنے والے مضامین:

بشیر احمد نحوی کے فکری تحرک کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اُنھوں نے نہ صرف اقبال بل کہ وادی کے تمام ادبا اور شعرا کی یاد میں بہت ساری کتب مرتب کی ہیں۔ کتب کی یہ ترتیب ان کی ادب سے دل چسپی اور اخلاص تو ظاہر کرتی ہے؛ ساتھ ساتھ وادی کے ادبا کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا ذریعہ بھی ہیں۔

ا۔ حکیمِ مشرق:

"حکیمِ مشرق" بشیر احمد نحوی کی مرتبہ کتاب ہے جو اقبال اکادمی سری نگر سے ۱۹۸۹ء میں شایع ہوئی۔ اس کتاب کا "انتساب" کچھ یوں ہے:

"انتساب

حکیمِ شرق کہ اقبال نام ہے جس کا
ہر ایک پیر و جواں کا امام ہے ساقی"

اس کتاب کا "پیش لفظ" ڈاکٹر بشیر احمد نحوی نے لکھا ہے۔ پیش لفظ میں وہ اقبال کا تقابل اُردو کے دوسرے شعرا کے ساتھ کرتے ہیں۔ وہ شعرا جو فن میں تو بہت نمایاں تھے لیکن اقبال جتنی شہرت نہ کما سکے۔ اقبال کی شہرت کی بنیادی وجہ وہ خدا کی عطا گردانتے ہیں، پھر اقبال کی شاعری کے وہ تین محرکات بتاتے ہیں جو اس کو اختصاص کی سطح پہ لے جاتے ہیں۔ پہلی وجہ اَفکار میں وُسعت جو آفاقیت کی حدوں کو چھو رہی ہے۔ دوسری وجہ وہ اُسلوب جو اگرچہ اقبال کا ہی دریافت کردہ ہے لیکن اُردو شاعری میں یہ پہلا اور آخری معجزہ ہے۔ تیسری وجہ اسلام سے محبت اور ان

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

اسلامی اَفکار کی ترویج و تبلیغ جن میں تمام عالم انسانی کے مسائل کا حل پوشیدہ ہے۔ اقبال کی شاعری کی سب سے بڑی خوبی معاصر عہد کے مسائل کے ساتھ مطابقت کو قرار دیتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> "اقبال موجودہ عہد کے پُر آشوب حالات اور مشینی ذہن کے مضر اثرات سے بخوبی واقف تھے۔ وہ روح اور دل کی دنیا میں خرابی کا سبب اس دھویں کو قرار دیتے ہیں جو بڑی مشینوں اور فیکٹریوں سے اُٹھ کر فضا کی وسعتوں اور پاکیزگیوں کو آلودہ بناتے ہوئے ذہن و دل کی دنیا کو بھی مکدر کر کے چھوڑ دیتا ہے۔"(۱۲)

اقبال نے جدید عہد کے سیاسی سماجی اور معاشی و تمدنی مسائل کو جس طرح اپنی شاعری میں پیش کر کے آفاقی رتبہ عطا کیا ہے اور جس طرح انسانیت کو پیش آمدہ ہر معاملے کو قرآنی فکر کی روشنی میں پرکھا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے اس حوالے سے اس "دیباچے" میں بہت عمدہ منظم اور جامع تبصرہ کیا ہے۔

۲۔ نفحاتِ اقبال:

"نفحاتِ اقبال" بشیر احمد نحوی کی مرتبہ کردہ کتاب ہے جو اقبال انسٹی ٹیوٹ سری نگر سے ۲۰۰۱ء میں شایع ہوئی۔ اس کا "دیباچہ" عرضِ مرتب کے عنوان سے بشیر احمد نحوی نے لکھا ہے۔ آغاز میں ہی وہ اقبال کی شاعری کا اِختصاص اور احسان گنواتے ہیں کہ جس نے ہمیں مغرب کی فریب کارانہ تقلید سے باز رکھا وگرنہ اقبال کی فِکر اگر مغربی فکر کے آڑے نہ آتی تو شاید مغربی فکر ہم سب کی آنکھوں کو خیرہ کر چکی ہوتی۔ اقبال کی اس فِکر کی خوبی یہ ہے کہ اس نے ہمیں بہ طور قوم راہِ راست سے بھٹکنے سے بچایا۔ اب اتنے بڑے شاعر کی فِکر کی پرکھ اگر کسی کچے دماغ اور غیر پختہ نظریات کے حامل نقاد کے ہتھے چڑھ جائے تو مزید بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اِس لیے بشیر احمد نحوی کی زیرک نگاہی کی داد دینی پڑے گی کہ اُنھوں نے یہ کتاب اعلیٰ پائے کے ماہرینِ اقبالیات کے مضامین سے مزین کی ہے۔

۳۔ جامعۂ کشمیر اور اقبالیات:

"جامعۂ کشمیر اور اقبالیات" نامی کتاب وادی کے معروف عالم اور ادیب ڈاکٹر بدرالدین بٹ کی ہے۔ جس کی تقریظ بشیر احمد نحوی نے لکھی ہے اور جس کو اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی نے ۲۰۰۹ء میں شایع کیا ہے۔ یہ کتاب دراصل ان کا پی ایچ۔ ڈی کا مقالہ ہے۔ مضمون کے آغاز میں بشیر نحوی نے اقبال انسٹی ٹیوٹ کے قیام کے مقاصد پہ بات کی ہے جس میں ایک بڑا مقصد اقبالیات کی کتب شایع کرنا بھی تھا کیوں کہ ان کے بقول یہ ادارے کا اخلاقی فرض ہے۔ اس کے بعد وہ ادارے کی اقبالیات کے حوالے سے خدمات کا ذکر کرتے ہوئے بہت سارے

ماخذ تحقیقی مجلّہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

کارنامے گنواتے ہیں۔ پھر وہ اس کتاب کا تذکرہ کرتے ہیں جس کی وہ تقریظ لکھ رہے ہیں۔ مصنف کی علمیت، اقبال شناسی اور اس کتاب کے بارے میں مجموعی رائے دیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ:

> "پانچ سو سے زائد صفحات پر ایک بڑے عِلمی مرکز کی تاریخ قلم بند کر کے ڈاکٹر بدر الدین بٹ نے علمی تاریخ نویسی کے باب میں ایک حسین اضافہ کیا ہے۔ڈاکٹر صاحب نے یہ کتاب تالیف کر کے اقبالیات کے ساتھ اپنی نظریاتی وابستگی کا بھی اظہار کیا ہے۔"(۱۳)

۴۔ محسوسات:

"محسوسات" کتاب ڈاکٹر بشیر احمد نحوی کی ابتدائی تحریروں کا مجموعہ ہے۔اِس کتاب کو نحوی منزل، کالونی روڈ، بجبہاڑہ، کشمیر نے ۱۹۹۴ء میں شایع کیا۔ اِس کتاب کا "انتساب" اُنھوں نے اپنے والدِ محترم کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب ان کے خالصتاً ادبی مضامین کا مجموعہ نہیں ہے بل کہ اس میں کچھ معاشرتی اور کچھ صحافتی طرز کے مضامین بھی شایع ہوئے ہیں۔ بشیر احمد نحوی کو اس بات کا مکمل اِدراک ہے کہ وہ اپنی ابتدائی تحریروں میں وہ پختگی نہیں دکھا سکے جو کہ پختہ تحریر کا خاصہ ہوتی ہے۔ یوں ہم دیکھتے ہیں کہ بشیر نحوی نے اپنے اس مقدمہ میں اپنی پہلی کتاب اور اپنے ابتدائی تاثرات کے بارے میں کھل کر بتایا ہے اور ان لوگوں کا بھی خصوصی شکریہ ادا کیا ہے جو لوگ ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ جن میں مظہر امام کا نام پیش پیش ہے۔

۵۔ فکرِ آزاد:

" فکرِ آزاد" کتاب بشیر احمد نحوی کی مرتبہ کتاب ہے جس کو اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی سری نگر نے ۲۰۰۶ء میں شایع کیا ہے۔ اس کتاب کا "پیش لفظ" بھی بشیر احمد نحوی نے ہی لکھا ہے۔ جگن ناتھ آزاد اُردو تنقید کی تاریخ میں وہ نقاد ہیں جو ماہرِ لسانیات ہونے کے ساتھ ساتھ ماہرِ اقبالیات کے حوالے سے بھی خاصی شہرت رکھتے ہیں۔ ان کو اقبال کی اِسلامی فِکر کی ترویج کے دفاع کے حوالے سے تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا؛ لیکن وہ ڈٹے رہے۔ ماہرِ اقبال ہونے کے حوالے سے اور اقبالیات میں دل چسپی اور شوق کے حوالے سے جگن ناتھ آزاد کے بارے میں بات کرتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> "آزاد ایک سخن ور اور سخن سنج ادیب تھا۔ معلومات کا ایک خزانہ ان کے ذہن میں محفوظ تھا۔ اس صدی کے تقریباً تمام شعرا کے کلام کے محاسن و معائب سے وہ بخوبی واقف تھا۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلّہ

شاعرِ مشرق کے اُردو اور فارسی کلام پر گہری دست رس حاصل تھی اور بلا مبالغہ آزاد اقبالیات کی چلتی پھرتی ڈکشنری کی حیثیت رکھتے تھے۔"(۱۴)

۶۔ جہانِ اقبال:

"جہان اقبال" نامی کتاب ڈاکٹر ریاض توحیدی کی لکھی ہوئی کتاب ہے جس کو میزان پبلشرز، سری نگر نے ۲۰۱۰ء میں شایع کیا۔ اس کتاب کا "انتساب" انھوں نے اپنے والدین کے نام کیا ہے۔ "جہان اقبال" کی تقریظ بشیر نحوی نے لکھی ہے۔ اِس کتاب کی تقریظ میں انھوں نے اپنے شاگرد ریاض توحیدی کے اوصاف بھی بتائے ہیں اور عادات و خصائل پہ بھی کھل کے بات کی ہے۔ ان کی محنت، لگن، اِقبال کے کلام سے وابستگی سب بیان کرنے کے بعد اس کتاب کے بارے میں بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> "زیرِ نظر مجموعۂ مضامین "جہان اقبال" ڈاکٹر ریاض توحیدی کی ان تحریروں پر مشتمل ہے جو اُنھوں نے وقتاً فوقتاً مختلف رسائل و جرائد کے لیے سپردِ قلم کیے ہیں۔"(۱۵)

بشیر احمد نحوی چوں کہ ادب و تنقید کے ساتھ بہت وفادار ہیں، اس لیے اُنھوں نے تقریظ میں جہاں اپنے عزیز شاگرد کی تعریف بھی کی ہے؛ بین السطور اس کی تحریروں میں ناپختگی کی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ پختگی دَر آنے کا اشارہ بھی کیا ہے۔

۷۔ اقبال کی تخلیقیت:

"اقبال کی تخلیقیت" کتاب پروفیسر قدوس جاوید کی ہے، جس کو اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی سری نگر نے ۲۰۰۷ء میں شایع کیا۔ اس کتاب کا دیباچہ "حرفِ آغاز" کے نام سے پروفیسر بشیر احمد نحوی نے لکھا ہے۔ اس دیباچے میں بشیر احمد نحوی نے اقبالیات کے میدان میں ہونے والی ترقی کی طرف واضح اشارے کیے ہیں اور اس کی ضرورت و اہمیت پہ بھی زور دیا ہے اور ادبی روایت میں پروفیسر قدوس جاوید کی اس کتاب کا مقام و مرتبہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اسی قبیل کی ایک باوقار کوشش پروفیسر قدوس جاوید کی یہ کتاب اقبال کی تخلیقیت ہے، جس میں علامہ اقبال کے آفاقی تصورات کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ ان تخلیقی عناصر کو زیر بحث لایا گیا ہے، جو اظہار و اُسلوب کو موثر بنانے میں اساسی رول ادا کرتے ہیں۔"(۱۶)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

۸۔ اقبال اور عالمِ عربی:

ڈاکٹر بدرالدین بٹ نے "اقبال اور عالمِ عربی" کتاب لکھی جس کو اقبال انسٹی ٹیوٹ نے ۲۰۰۷ء میں شایع کیا۔ اس کتاب کا "پیش لفظ" بشیر احمد نحوی نے لکھا۔ اس "پیش لفظ" میں بشیر احمد نحوی نے اقبال کی عرب سے محبت اور ان ادیبوں کا بطور خاص ذکر کیا ہے جنھوں نے ملک سے باہر کلامِ اقبال کی ترویج کا بیڑا اٹھایا۔ اُنھوں نے عوام احمد آمین اور علی شریعتی جیسے لوگوں کے نام گنوائے ہیں جنھوں نے اقبال کی فِکر کو برِاعظم سے باہر پہنچایا۔ ڈاکٹر بدرالدین بٹ کو بھی وہ اسی قبیل کے ماہرینِ اقبالیات میں شامل کرتے ہیں۔

۹۔ تہذیبی تصادم اور فِکرِ اقبال:

کتاب "تہذیبی تصادم اور فکرِ اقبال" معید الظفر کی ہے جس کو اقبال انسٹی ٹیوٹ، کشمیر یونی ورسٹی سری نگر نے ۲۰۰۴ء میں شایع کیا۔ اس کتاب کا ابتدائیہ "حرفِ تحسین" کے نام سے پروفیسر بشیر احمد نحوی نے لکھا ہے۔ معید الظفر نے اس کتاب میں جو مشرق و مغرب کی تہذیبی روایت اور اس حوالے سے ماہرین کی آرا کو شاملِ کتاب کر کے جائزہ لیا ہے، وہ بہت حد تک متوازن ہے۔ بشیر احمد نحوی نے اس تقابل کو بہت پسند کیا ہے اور دیباچے میں اس امر کو اطمینان بخش قرار دیا ہے اور کتاب کو قابلِ قبول بنانے میں بھی ایک عمدہ اور موثر حربہ قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب کا عنوان "تہذیبی توازن اور فکرِ اقبال" پہ گہری نظر رکھتے ہوئے معید الظفر کی کوششوں کو سراہا ہے کہ جنھوں نے ایک بہت بڑے اور بہت اہم موضوع پر کام کر کے فکرِ اقبال کی نئی جہت کو متعارف کروایا ہے۔

۱۰۔ نظریۂ اجتہاد اور اقبال:

"نظریۂ اجتہاد اور اقبال" کے عنوان سے یہ کتاب پروفیسر ڈاکٹر مشتاق احمد گنائی نے لکھی ہے جس کو منیب الحق پبلی کیشنز، شیر پور کشمیر نے جون ۲۰۰۳ء میں شایع کیا۔ اِس کتاب کا انتساب اُنھوں نے والدین اور اساتذہ کرام کے نام کیا۔ اس کتاب کا دیباچہ بشیر احمد نحوی نے "پیش گفتار" کے نام سے لکھا ہے۔ اس دیباچے کے ابتدا میں وہ فکرِ اقبال پہ لکھی جانے والی مُتنوع کتب کے بارے میں بتاتے ہیں کہ کس طرح ان کی فکر کے ایک ایک پہلو پہ ہزاروں کتب لکھی گئی ہیں اور مزید بھی لکھی جارہی ہیں۔ نیز وہ اس امر کی طرف بھی توجہ مبذول کراتے ہیں کہ اس نادر و نایاب موضوع پہ کتاب لکھی جانا ضروری تھی۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

۱۱۔اقبال ایک تذکرہ:

"اقبال ایک تذکرہ" کے عنوان سے کتاب حکیم منظور نے لکھی ہے جس کو اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی، سری نگر نے ۲۰۰۰ء میں شایع کیا۔ اس کتاب کا دیباچہ "پیش گفتار" کے عنوان سے بشیر احمد نحوی نے لکھا ہے۔ بشیر احمد نحوی چوں کہ کشمیر یونی ورسٹی کے شعبۂ اُردو کے صدر بھی رہ چکے ہیں اور فکرِ اقبال سے خاصی وابستگی کی وجہ سے وہ آئے روز نت نئے طریقے استعمال کر کے فکر اقبال کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کرتے رہتے تھے۔ اِسی حوالے سے وہ اس کتاب کے دیباچے میں بتاتے ہیں کہ کس طرح اُنھوں نے اقبال پہ مونو گراف لکھوانے کا سلسلہ شروع کیا۔ بہت سارے جید علمائے ادب اور ناقدینِ ادب کے ساتھ ساتھ بہت سارے ماہرینِ اقبالیات نے بھی مونو گراف لکھے۔ حکیم منظور کو بقول بشیر احمد نحوی کبھی ماہرِ اقبال ہونے کا دعوی نہیں ہوا؛ لیکن انھوں نے یہ مونو گراف بہت خلوص اور محبت سے لکھا ہے۔

۱۲۔اقبالیات کی تجلیات:

بشیر احمد نحوی کے مرتبہ مضامین کی کتاب "اقبال کی تجلیات" کے عُنوان سے ہے جس کو اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی، سری نگر نے ۲۰۰۲ء میں شایع کیا۔ اس کتاب کا "پیش لفظ "بشیر احمد نحوی نے لکھا ہے۔ بشیر احمد نحوی نے اپنے "پیش لفظ" میں اقبالیات پر ہونے والے کام کی روایت کا سرسری جائزہ لیا ہے اور اقبالیات پہ اس قدر کام کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اُردو شاعری میں کسی اور شاعر کے ہاں خُدا انسان اور کائنات کی یہ تکون نہیں ملتی جو اقبال کے ہاں ہے۔ اِسی تکون سے اقبال کی مرکزی فکر کے دھارے پھوٹے ہیں۔ اِس کتاب کے مضامین کو وہ اِس حوالے سے بھی بہت اہمیت دیتے ہیں کہ اِن میں فِکرِ اقبال کو پرکھنے کا روایتی پن نہیں ہے بل کہ نئے زاویے اور نئے پیراڈائمز متعارف کروائے گئے ہیں۔ اس حوالے سے بات کرتے ہوئے بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں:

> " زیرِ نظر کتاب کے مضمون نگاروں کی یہ کوشش رہی ہے کہ اقبال جس جدید معاشرتی نظام کی تشکیل و تدوین کے متمنی تھے، اِس نظام کے فیوض و برکات سامنے آ جائیں۔ "(۱۷)

۱۳۔اقبال اور نظریۂ خُودی:

"اقبال اور نظریۂ خُودی" نامی کتاب سیار محمد سید قادری کی لکھی ہوئی کتاب ہے جس کو گلشن پبلشرز گاو کدل، چوک سری نگر نے ۱۹۹۱ء میں شایع کیا۔ اِس کتاب کا دیباچہ "پیش گفتار" کے عنوان سے بشیر احمد نحوی نے لکھا ہے۔ وہ فکر اقبال کے مختلف گوشوں پہ ہونے والے کام کے بارے بتاتے ہیں اور اپنی خوشی اور اطمینان کا اظہار

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

بھی کرتے ہیں۔ فکرِ اقبال پہ بہت کچھ لکھا گیا ہے اور لکھا بھی جا رہا ہے۔ ان کے نظریۂ خُودی پہ تو بطور خاص لکھا گیا ہے۔ بڑے بڑے ناقدینِ اَدب نے اِقبال کے اس نظریے پہ قلم فرسائی کی ہے۔ سیاّر محمد سید قادری نے بھی اس کتاب میں عُمدہ کاوش کی ہے۔ بشیر احمد نحوی جہاں اس کاوش کو سراہتے ہیں وہاں ہی اس بات کی طرف بھی نرم روی سے اشارہ کرتے ہیں کہ اس کتاب میں بعض فِکری اور اُسلوبیاتی سطح پہ اسقام رہ گئے ہیں اور ساتھ یہ امید بھی کی ہے کہ آئندہ یہ اسقام نہ رہیں گے۔

ج۔ روزنامہ "کشمیر عظمیٰ" میں شائع ہونے والے مضامین:

پروفیسر بشیر احمد نحوی کی پُر گوئی مشہور ہے کیوں کہ ادب و فن پر بات چیت کرنا، اس کے متعلق سوچنا ان کی روزمرّہ زندگی کا حصّہ ہے۔ وہ تقریباً روزانہ ہی کسی نہ کسی ادبی تقریب، علمی مجلس اور سیاسی و سماجی محفلوں میں شریک ہوتے اور کچھ نہ کچھ ضرور اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ نیز ان کی یہ باتیں اور مضامین روزانہ ہی ریاست کے اخباروں میں شایع ہوتے رہتے ہیں۔ ریاست کے سب سے زیادہ چھپنے والے اخبار روزنامہ کشمیر عظمیٰ میں گزشتہ کئی سال سے ان کے مضامین شایع ہو رہے ہیں جب کہ ان کا مستقل کالم "سرحدِ ادراک" کے نام سے بھی چھپ رہا ہے۔ ان کے مضامین اور کالم ہر طبقۂ فکر میں ذوق و شوق سے پڑھے جاتے اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

۱۔ آدم گرِ ہمدان کو سلام:

شاہِ ہمدان امیر کبیر میر سیّد علی ہمدانی کے بارے میں یہ مضمون ۱۹ اکتوبر ۲۰۱۳ء میں روزنامہ کشمیر عظمیٰ میں شایع ہوا۔ جس میں پروفیسر بشیر احمد نحوی نے امیر کبیر کی ذات کو سارے کشمیر کے لیے باعثِ شرف و ناز قرار دیا۔ ان کے مطابق امیر کبیر، ہمدان، ایران سے اپنے سات سو ہمراہیوں کے ساتھ کشمیر میں تشریف لائے اور یہاں اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ قبل ازیں یہاں کے لوگ غیر اسلامی زندگی بسر کر رہے تھے۔ امیر کبیر کی تبلیغ اور اسلام کے پرچار سے یہاں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یوں اہلِ کشمیر پر امیر کبیر کا یہ بہت بڑا احسان تھا۔ ان کی وجہ سے کشمیر میں ایک ہمہ گیر مذہبی، معاشی اور ثقافتی انقلاب رونما ہوا اور ان کی زندگی یکسر تبدیل ہو گئی۔ شاہِ ہمدان نے وظیفے کے طور پر ذخیرۃ الملوک اور اورادِ فتحیہ عطا کیے۔

۲۔ کارخانۂ فطرت۔۔۔ اقبال کی نظر میں:

زیر نظر مضمون ۴ مارچ ۲۰۱۵ء کو روزنامہ کشمیر عظمیٰ میں شایع ہوا۔ اس مضمون میں پروفیسر بشیر احمد نحوی نے علامہ محمد اقبالؒ کے کارخانۂ فطرت کے نظریے کو اپنے کالم کا موضوع بنایا ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ اقبال کے فکر

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلہ

کی بنیاد اس کائنات کے عظیم ترین خالق کی ابدی حقیقت سے منسلک ہے جس نے فطرت کو رنگارنگی، رعنائی اور حُسن بخشا ہے، کائنات کو زینت بخشی ہے۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی مزید بتاتے ہیں کہ علامہ محمد اقبالؒ نے مناظرِ فطرت کی اتنی خوب صورت تصویر کشی کی ہے کہ انسان بے ساختہ اس خالق کی حمد و ثنا پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جس نے یہ سب کچھ بنایا ہے۔ فطرت کے حُسن کی عکّاسی کرتے ہوئے علامہؒ نے بعض لاجوابِ نظمیں تخلیق کی ہیں جن میں ہمالہ، عہد طفلی، ایک پہاڑ اور گلہری، شمع و پروانہ، آفتاب شمع، پیام صبح قابل ذکر ہیں۔ (۱۸)

۳۔ اقبالؒ کے پانچ پسندیدہ تاریخی شہر:

11 مارچ ۲۰۱۵ء کو درج بالا مضمون روزنامہ کشمیر عظمیٰ، سری نگر میں شایع ہوا۔ جس میں پروفیسر بشیر احمد نحوی نے علامہ محمد اقبالؒ کے ان پانچ پسندیدہ شہروں کے نام لکھے ہیں جن کا تذکرہ ہمیں اُن کے کلام میں ملتا ہے۔ اس ضمن میں علامہ کی ایک پوری نظم بھی بلادِ اسلامیہ کے نام سے موجود ہے۔ اس سلسلے کا اوّلین شہر دہلی ہے جو تاریخی بھی ہے اور مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کا امین بھی ہے۔ اقبالؒ نے اسے خانقاہ اسلام کے نام سے پکارا ہے۔ دوسرا شہر بغداد ہے جو صدیوں تک مسلم علم و ادب اور ثقافت کا گہوارہ رہا ہے۔ تیسرا قرطبہ جو اُندلس (ہسپانیہ) یورپ میں مسلم تاریخ اور تاریخی یادگاروں جیسے مسجد قرطبہ، قصرِ الحمرا وغیرہ اب بھی سربلند کھڑے ہیں۔ ان شہروں کی شان و شوکت، عظمت و جلالت کو یاد کر کے علامہ محمد اقبالؒ خون کے آنسو روتے ہیں۔ اس کے بعد قسطنطنیہ کا ذکر خیر ہے جسے صدیوں کی محنت اور جدوجہد کے بعد حاصل کیا گیا تھا۔ اس شہر میں حضرت ابوایوب انصاری میزبانِ رسول مقبول ﷺ کی آخری آرام گاہ بھی ہے۔ نظم کے آخر میں جس شہر کا ذکر ہے اس کا نام مدینتہ الرسول ﷺ ہے جسے اقبال خوابِ گاہِ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا نام دیتے ہیں، مرکزِ نور کے نام سے پکارتے ہیں۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی کہتے ہیں کہ علامہ محمد اقبالؒ کا طائرِ خیال ہر دم مدینے کی پاکیزہ و مقدس فضاؤں میں محوِ پرواز رہتا ہے۔ (۱۹)

۴۔ پروفیسر عبدالحق۔۔۔ تعمیری ادب و اقبالیات کا معرف ترجمان:

روزنامہ کشمیر عظمیٰ میں ۶ ستمبر ۲۰۱۵ء کو پروفیسر بشیر احمد نحوی کا ایک مضمون جس میں دہلی یونی ورسٹی کے سابق صدر شعبۂ اُردو، پروفیسر عبدالحق کی اَدبی، تعلیمی و تدریسی خدمات پر اظہارِ خیال کیا گیا اور اُن کی سُخن فہمی، اِقبال کے فِکر و فَن پر اُن کی دسترس کا ذکر کیا گیا۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی رقم طراز ہیں کہ پروفیسر عبدالحق گزشتہ نصف صدی سے اُردو ادب کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ شعر و ادب کی تعلیم و تدریس کا فرض بہ احسن اور

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

ذمے داری سے پورا کر رہے ہیں۔ وہ علامہ کے انقلابی افکار کو بے باکی اور جرأت سے بیان کرتے ہیں کیونکہ وہ اقبالی فکر کے فریفتہ ہیں۔ وہ ایک دانش ور ہونے کے ناطے یہ خیال کرتے ہیں کہ علامہ محمد اقبالؒ کی فکر کو نہ صرف طلبہ و طالبات میں بذریعہ نصاب پڑھایا جائے بلکہ اساتذہ میں بھی فکرِ اقبال اور کلامِ اقبال کے مطالعے کا ذوق پیدا کیا جائے۔ پروفیسر عبدالحق کی اقبالیات پر دو قابلِ ذکر کتابیں "اِقبال کی فِکری سر گزشت" اور "شاعرِ رنگین نوا" بھی ہیں۔ علاوہ ازیں وہ دیوانِ حاتم بھی مرتب کر کے اصحابِ علم و دَانش سے داد پا چکے ہیں۔ اَلغرض پروفیسر موصوف اپنی تنقید نگاری، سخن فہمی اور اقبال شناسی کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں۔ (۲۰)

۵۔ اقبال کے محبوب اساتذہ۔۔۔ مولوی میر حسن و پروفیسر آرنلڈ:

اس مضمون میں پروفیسر بشیر احمد نحوی نے علامہ محمد اقبالؒ کے دو پسندیدہ اساتذہ کا ذکرِ خیر کیا ہے۔ یہ مضمون ۱۶ ستمبر ۲۰۱۵ء کو شایع ہوا۔ پروفیسر نحوی کا کہنا ہے کہ ہر بڑے آدمی کی شخصیت کی تعمیر میں اس کے اساتذہ کا بڑا کردار ہوتا ہے۔ ہمارے سامنے علامہ محمد اقبالؒ کی واضح مثال وجود ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ اقبال اگر اقبال ہے تو مولوی میر حسن اور پروفیسر آرنلڈ کی وجہ سے ہے۔ جنھوں نے ان کی نہ صرف تعلیم و تربیت میں حصہ ڈالا بلکہ ذہنی نشو و نما بھی کی۔ نحوی نے اپنی بات کو بڑھاتے ہوئے نظیری کے ایک شعر کو بطور شہادت پیش کیا ہے جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے :

> "اگر مدرس کا طریقِ تدریس محبت کا سرچشمہ ہو تو طالبِ علم مدرسے میں تعطیل کے روز بھی آنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔ "(۲۱)

پروفیسر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اب ایسے اساتذہ نہیں رہے جو اپنے طالب علموں کی تعلیم و تربیت کو اپنا فرضِ منصبی سمجھتے تھے بلکہ اب تعلیم صرف مادی و معاشی ضرورتوں کا زینہ بن کے رہ گئی ہے۔

۶۔ جسٹس جاوید اقبال مرحوم۔۔۔ ایک عہد، ایک تاریخ:

پروفیسر بشیر احمد نحوی کا یہ مضمون ۷ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو روزنامہ کشمیر عظمیٰ میں شایع ہوا۔ اس میں انھوں نے علامہ محمد اقبالؒ کے بیٹے ڈاکٹر جاوید اقبال کی رحلت پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کی وفات ایک عہد کا اختتام ہے۔ جسٹس جاوید اقبال ایک بڑے قانون دان، مایہ ناز دانشور، ماہرِ علم الکلام اور اپنے والد کے کلام اور نظریات کے بہترین شارح بھی تھے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "جاوید نامہ" میں اسی بیٹے کے نام

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

"جاوید سے خطاب" کے عنوان سے ایک کامل بیان دیا ہے۔ اس میں بظاہر خطاب تو بیٹے سے ہے لیکن اصل میں یہ پیغام امتِ مسلمہ کے تمام جوانوں سے ہے کہ

"خُودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر"(۲۲)

۷۔ پیامِ مشرق، سخنوریِ مشرق کاشہ پارہ:

پروفیسر بشیر احمد نحوی کا علامہ محمد اقبالؒ کی فکر انگیز تصنیف پیامِ مشرق کے بارے میں یہ مضمون ۱۲۸ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو روزنامہ کشمیر عظمیٰ میں شایع ہوا۔ پیامِ مشرق دراصل جرمن شاعر گوئٹے کے دیوانِ مغرب کا مشرق کی طرف سے جہانِ مغرب کو ایک محبت بھرا جواب اور تحفہ ہے۔ نحوی اس کتاب کی قدر و منزلت بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس میں حقائق و معارف کے خزینے پوشیدہ ہیں۔ اس کے مطالعے سے آدمی پر فکر و شعور کے کئی نئے اُفق وا ہوتے ہیں اور وہ زندگی کے کئی پہلو اور جہات سے آشنا ہوتا چلا جاتا ہے۔ پروفیسر کو اس بات کا بہت افسوس اور قلق ہے کہ ہمارا زیادہ تر علمی و ادبی ورثہ فارسی میں ہے، ہمارے تاریخی انمول خزینے اور اسلاف کے پیش بہا علمی کارنامے اس زبان میں ہیں اور بدقسمتی سے ہم اس زبان سے ہی ناآشنا ہو کر سبھی کچھ گنوا رہے ہیں۔(۲۳)

۸۔ ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو:

بُری انسانی خصلتوں کے بارے میں پروفیسر بشیر احمد نحوی کا یہ مضمون مورخہ ۴نومبر ۲۰۱۵ء کو روزنامہ کشمیر عظمیٰ میں شایع ہوا۔ اس مضمون میں پروفیسر انسان کی فطری خصلت اور اس سے پیدا شدہ بُرے نتائج کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ :

> "ہوس اور لالچ نے دُنیا کی نوّے فیصد آبادی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جس سے انسان ایک نفسیاتی بحران کا شکار ہو گیا ہے۔ اس کی رات کی نیند اور دن کا چین چھن گیا ہے۔ وہ وحشی اور سیاہ دل بن گیا۔ وہ انسانیت سے محروم ہو کر نِرا حیوان بن گیا ہے۔"(۲۴)

۹۔ جرمن شاعر گوئٹے۔۔۔ تعلیماتِ نبوی ﷺ کا مغربی مداح:

گوئٹے کے بارے میں پروفیسر بشیر احمد نحوی کا یہ مضمون ۲دسمبر ۲۰۱۵ء کو روزنامہ کشمیر عظمیٰ میں شایع ہوا۔ اس مضمون میں نحوی لکھتے ہیں۔ غیر مسلم اقوام میں بہت سے سلیم القلب ادیب، دانش ور اور سخن ور ایسے بھی گزرے ہیں جنھوں نے تنگ نظری اور تعصب کو ایک طرف رکھتے ہوئے اعلیٰ ظرفی، کشادہ دلی اور روشن ضمیری سے کام لیتے ہوئے اسلامی تعلیمات اور حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر اچھی تحریریں لکھیں اور انھیں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان میں ایک فلسفی، شاعر اور دانش ور گوئٹے بھی تھے۔ جنھوں نے اپنے ایک نامکمل اسلامی ڈرامے میں "تمغۂ محمد" کے نام سے ایک مدحیہ نظم لکھی۔ اس نظم میں گوئٹے نے حضور نبی اکرم ﷺ کے پیغامِ رحمت کا ذکرِ جمیل کیا ہے۔ (۲۵)

۱۰۔ وقت۔۔۔ تکوینی اور حسیاتی تصور:

وقت کے بارے میں پروفیسر بشیر احمد نحوی کا یہ مضمون مورخہ ۳۰ دسمبر ۲۰۱۵ء کو ریاست کے کثیر الاشاعت اخبار کشمیر عظمیٰ میں شایع ہوا۔ اس مضمون میں انھوں نے وقت کی پیدائش اور اس کے حسی تصور پر بات کی ہے۔ وقت کی قدر و قیمت، اس کی حقیقت اور حالت کے بارے میں حکما، علما اور دانشور ہمیشہ سے باہم مباحثہ کرتے رہے ہیں۔ یہ بات ہمیشہ گفتگو کا موضوع رہی کہ وقت کب شروع ہوا اور اس کا اختتام کب ہو گا۔ ہمارا بطور مسلمان یہ عقیدہ ہے کہ وقت کی اصل، اس کی ماہیت، اس کی اہمیت اور کیفیت کے بارے میں صرف ذاتِ باری تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ انسان کو البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف یہ سہولت ودیعت کی گئی ہے کہ وہ اپنے لیے ایک نظام الاوقات ترتیب دے کر اپنے قیمتی وقت کو مثبت کاموں میں استعمال کر سکتا ہے اور ایک کامیاب اور مطمئن زندگی بسر کر سکتا ہے۔ زندگی قدرت کا ایک انمول تحفہ ہے۔ اس کے ہر لمحہ، ہر لحظہ، ہر گھڑی اور ساعت سے محنت، مشقت اور محبت سے اپنے اور دوسروں کے کام آ کر ہم اپنے لیے خوشیاں کشید کر سکتے ہیں اور دوسروں میں بھی بانٹ سکتے ہیں کیوں کہ فطرت کا بھی یہی منشا ہے۔ بصورتِ دیگر تو وقت ہمارے ہاتھ سے پھسل جائے گا اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔"(۲۶)

۱۱۔ نئی صدی میں شاعرِ مشرق کی معنویت:

پروفیسر بشیر احمد نحوی کا یہ مضمون مورخہ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۵ء کو ریاست کے کثیر الاشاعت اخبار کشمیر عظمیٰ میں شایع ہوا۔ اس کے بعد یہ مضمون ڈاکٹر بشیر احمد نحوی کی کتاب "احساس و ادراک" میں بھی شایع ہوا۔ اس مضمون میں پروفیسر بشیر احمد نحوی لکھتے ہیں کہ علامہ محمد اقبالؒ کے نزدیک اصلی فن، ہنر اور کاری گری یہ ہے جو آپ کے اندر جوش اور ارادہ پیدا کرے اور پرانے نظام سے منہ موڑنے پر اُبھارے اور رضائے الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے کی رغبت دلائے۔ اقبال کے نزدیک دریائے دجلہ اور فرات کا پانی اب بھی اسی انداز میں بہہ رہا ہے لیکن مسلمانوں کے کاروان میں حسینی کردار کا ایک بھی فرد دکھائی نہیں دیتا ہے۔ اقبال دراصل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جب تک جدّ و جہد، جہاد اور شہادت کے پیچھے خلوص، للٰہیت، ایثار اور رضائے الٰہی کار فرما نہیں ہوں تب تک یہ عمل بے سود

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

ہے۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی نہ صرف شعرِ اقبال کی فنی و تخلیقی توانائی کے قائل ہیں بلکہ ان کے لب و لہجے کے آہنگ، مردانگی اور تصویر کا روشن پہلو دیکھنے کی صلاحیت پر بھی فدا ہیں اور اسے مرکزی حیثیت بھی دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اقبال کے کلام میں وہ تاثیر ہے جو دلوں میں ولولہ اور جوش پیدا کرتی ہے اور کارزارِ حیات میں سر اٹھا کے زندگی بسر کرنے کا حوصلہ بنا دیتی ہے۔ موجودہ دَور میں اقبال کی قدر و منزلت اور ان کے کلام کی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے پروفیسر بشیر احمد نحوی کہتے ہیں کہ علامہ محمد اقبالؒ نے اپنے کلام کے ذریعے لوگوں میں یقین محکم اور عمل پیہم پیدا کرنے کی جو جوت جگائی ہے اُردو ادب میں وہ پہلی کوشش تھی۔ اس کے بعد تو اُردو اور فارسی شاعری کا انداز ہی بدل گیا۔ اقبال کے ہم عصر اور بعد کے شعرا نے انہی کا سا رنگ اور لب و لہجہ اختیار کیا اور روایتی شاعری کو تبدیل کر دیا۔ اقبال نے پرانے تصورات کو نئے معنی عطا کیے۔ مثلاً آزادی کا تصور جس نے جوانوں کے لیے نئے مرحلوں کا تعین کیا اور انھیں اپنی منزل صاف اور واضح نظر آنے لگی۔ ان کے نزدیک اقبال نے اپنے دور کے لوگوں کو آزادیِ انسان کا بھی پیغام دیا۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی نے اس کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے :

> ''بیسویں صدی میں اُبھرنے والی اقبال کی متحرک، توانا اور تابندہ فکری شخصیت اکیسویں صدی کے پُر آشوب عالمی منظر نامے میں زبردست معنویت رکھتی ہے۔ یہ شخصیت اور یہ فکری وجود موجودہ صدی کو سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی بالادستی اور اقوامِ عالم پر ظلم وتعدی، حق تلفی اور ناانصافی کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتے ہوئے انسانی اخوت، احترام آدمیت، متوازن تقسیمِ دولت، تزکیہ قلب و ذہن اور ارتفاعِ اقدار کے عظیم اصولوں کی ترجمانی کا خوشگوار فریضہ انجام دیتا ہے۔'' (۲۷)

۱۲۔ حضرت امیر کبیرؒ کے حضور شاعرِ مشرق:

پروفیسر بشیر احمد نحوی کا یہ مضمون مورخہ ۲ جنوری ۲۰۱۶ء کو ریاست کے کثیر الاشاعت اخبار کشمیر عظمیٰ میں شائع ہوا۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی نے علامہ محمد اقبالؒ اور امیر کبیر کی اس روحانی ملاقات کا تذکرہ کیا ہے جو ''جاوید نامہ'' کے ایک باب میں درج ہے۔ اس ملاقات میں دونوں کے درمیان باہم مکالمے بھی ہوتے ہیں۔ جو سوالات علامہ کو بے چین رکھتے ہیں۔ وہ شاہِ ہمدان سے پوچھتے ہیں۔ علامہ ان سے کشمیر اور اہلِ کشمیر کی صورت حال کے بارے میں پوچھتے ہیں تو وہ بڑا حوصلہ افزا جواب دیتے ہیں۔ پروفیسر بشیر احمد نحوی اس مضمون کے آخر میں رقمطراز ہیں:

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17
ماخذ تحقیقی مجلّہ

"حضرت امیر کبیرؒ کشمیر کے بڑے محسن گزرے ہیں۔ جنھوں نے اس خطۂ ارض کو اسلام کی عظیم نعمت سے بہرہ ور کیا اور اقبال وہ فرزندِ کشمیر ہیں جنھیں اس سرزمین کی فکری، علمی، اقتصادی اور سیاسی فکر دامن گیر تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ خطہ امن و سکون، خوشحالی اور معاشی استحکام کا گہوارۂ بن جائے۔ یہاں کے لوگ جہالت اور جذباتیت سے آزاد ہو کر ایک باعزت زندگی گزار سکیں۔ "(۲۸)

۱۳۔ وادیِ گُل اور شعرِ اقبال:

پروفیسر بشیر احمد نحوی کا یہ مضمون مورخہ ۲ مارچ ۲۰۱۶ء کو ریاست کے کثیر الاشاعت اخبار کشمیر عظمیٰ میں شایع ہوا۔ بشیر احمد نحوی نے اقبال کے دل میں کشمیر اور کشمیریوں کے لیے جو ہمدردی اور محبت تھی اس کو بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کشمیریوں کے دکھ، درد اور تکالیف پر اقبال کو جو بے چینی اور اضطراب تھا اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ کی ہمہ جہت شخصیت سے کشمیری علما و فضلا اور دانش ور بہت متاثر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کشمیر کے اکثر اہل دانش اپنی تخلیقات میں علامہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح اقبال کے ذہن میں بھی کشمیر اور اہل کشمیر بسے ہوئے تھے۔ اقبال نے جہاں سپین اور اُندلس کے زوال پر آنسو بہائے ہیں وہیں اپنے اباواجداد کی سرزمین کی محکومی و بے بسی کے مرثیے بھی پڑھے ہیں اور ان کی مظلومیت پر آنسو بہائے ہیں۔ اقبال نے اپنی اُردو اور فارسی شاعری میں کشمیر اور اہل کشمیر کا بہت تذکرہ کیا ہے اور انھیں اپنی حالت کو بدلنے کا پیغام دیا۔ بدقسمتی سے اہل کشمیر اقبال کے دور میں جس محکومی اور ظلم کا شکار تھے، آج بھی ان کی وہی حالتِ زار ہے۔

اس تحقیق کے نتائج سے یہ بات بخوبی واضح ہوئی ہے کہ بشیر احمد نحوی اقبالیات کے میدان میں نہ صرف ایک محقق اور مترجم کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ انہوں نے اردو ادب میں علامہ اقبال کے فلسفہ اور فکر کو سمجھنے اور پیش کرنے کے عمل کو ایک نئے اور مستند تنقیدی زاویے سے وسعت دی ہے۔ نحوی کے مضامین، جو اقبال کے افکار اور نظریات پر مبنی ہیں، نہ صرف ادبی اور فلسفیانہ معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ ایک فکری رہنمائی بھی پیش کرتے ہیں جو قاری کو اقبال کی پیچیدہ فکر کی گہرائی اور وسعت تک رسائی فراہم کرتی ہے۔ اقبال کے مرکزی موضوعات جیسے خودی، روحانی ارتقا، اخلاقی تعمیر، تعلیمی و معاشرتی اصلاحات، اور مسلمانوں کی فکری بیداری، نحوی کے تجزیے اور تنقیدی مطالعے میں نہایت باریک بینی کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلہ

تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ بشیر احمد نحوی کا تنقیدی زاویہ محض تشریح یا خلاصہ تک محدود نہیں ہے بل کہ ان کے مضامین ایک علمی اور منطقی بنیاد فراہم کرتے ہیں جو قارئین اور محققین کو اقبال کی فکر کی تہہ تک پہنچنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ نحوی نے اقبال کے فلسفیانہ تصورات کو ایسے تناظر میں پیش کیا ہے جہاں وہ نہ صرف فلسفہ بل کہ ادبی اور معاشرتی زندگی کے عملی پہلوؤں سے بھی جڑتے ہیں۔ ان کے مضامین میں دلیل سازی کا ایک مضبوط اسلوب نظر آتا ہے، جس میں تاریخی پس منظر، فلسفیانہ تصورات، اور ادبی تنقید کا امتزاج موجود ہے، جو ان کے مضامین کو ایک مستند علمی معیار فراہم کرتا ہے۔

مزید برآں، نحوی کے مضامین اردو ادب میں تنقیدی تحقیق کے نئے رجحانات کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ انہوں نے اقبال کے فکری افق کو نہ صرف اردو علمی دنیا میں قابل فہم بنایا بلکہ قاری کے لیے ایک تنقیدی اور تجزیاتی بصیرت بھی فراہم کی۔ نحوی کی تحریروں میں اقبال کی شاعری اور فلسفہ کے درمیان تعلق کو واضح کرنے کی خاص کوشش دیکھی جاتی ہے، جس سے اقبال کی فکری روشنی اور ان کے نظریات کی عملی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ یہ مضامین قاری کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ اقبال کی فکر صرف نظریاتی اور فلسفیانہ نہیں بلکہ معاشرتی اور اخلاقی زندگی میں بھی قابل عمل اور رہنمائی فراہم کرنے والی ہے۔

یہ تحقیق یہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ بشیر احمد نحوی نے اقبالیات میں علمی معیار کو بلند کرنے کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں، وہ نہ صرف موجودہ دور کے محققین اور طالب علموں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں بلکہ مستقبل میں اس موضوع پر ہونے والی تحقیقات کے لیے بھی ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ نحوی کی تحریروں میں ایک خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے اقبال کی فکر کو صرف تاریخی یا ادبی تناظر میں محدود نہیں رکھا بلکہ اسے موجودہ معاشرتی، اخلاقی اور تعلیمی مسائل کے تناظر میں بھی پیش کیا، جس سے ان کے مضامین نہ صرف فکری اعتبار سے اہم ہیں بلکہ عملی زندگی میں بھی قیمتی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

نتیجتاً، یہ کہا جا سکتا ہے کہ بشیر احمد نحوی کے اقبالیاتی مضامین نہ صرف اردو ادب میں اقبال کے افکار کی ترجمانی کرتے ہیں بلکہ ایک علمی، ادبی، اور فلسفیانہ روشنی بھی فراہم کرتے ہیں جو قاری کو اقبال کی فکر کی وسعت، گہرائی، اور عملی اہمیت کے بارے میں جامع فہم عطا کرتی ہے۔ ان کے مضامین اقبالیات کے مطالعے کے لیے ایک قیمتی علمی سرمایہ ہیں اور اردو علمی دنیا میں ان کا مقام نمایاں اور مستحکم ہے۔ بشیر احمد نحوی کے یہ تحقیقی اور تنقیدی مضامین، قاری اور محقق دونوں کے لیے اقبال کی فکر کی رہنمائی اور فکری بصیرت کا ایک لازمی ذریعہ ہیں، جو اقبال کی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

ماخذ تحقیقی مجلہ

فکر کی معنوی، فلسفیانہ، اور ادبی جہتوں کو جدید علمی اور تنقیدی روشنی میں واضح کرتے ہیں۔ اس طرح، نحوی کے مضامین نہ صرف ماضی کے علمی ورثے کا حصہ ہیں بلکہ موجودہ اور آئندہ تحقیق کے لیے ایک بنیاد اور رہنمائی بھی فراہم کرتے ہیں۔

حوالہ جات

۱. آزردہ، مرزا زمان، (مدیر)، "بازیافت"، (سری نگر: شعبۂ اُردو، کشمیر یونی ورسٹی، جلد ۸، شمارہ ۱۰، ۱۹۹۱ء)، ص:۱۱۰

۲. ایضاً، ص:۱۱۳

۳. آزردہ، مرزا زمان، ڈاکٹر، اقبال کا ایک شعر ایک تبصرہ، مشمولہ: "بازیافت"،(سری نگر: شعبۂ اُردو، کشمیر یونی ورسٹی، جلد ۱۰، شمارہ ۱۴ / ۱۵، ۱۹۹۳ء)، ص:۱۸۷

۴. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، تنم گلے ز خیابان جنت کشمیر، مشمولہ: "بازیافت"،(سری نگر: شعبۂ اُردو، کشمیر یونی ورسٹی، جلد ۱۱، شمارہ ۱۶ / ۱۷، دسمبر ۱۹۹۴ء)، ص:۲۱۱

۵. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، اَسرار و رموز میں قرآنی آیات کا استعمال، مشمولہ: "اقبالیات"، شمارہ ۱۱، مرتبہ پروفیسر محمد امین اندرابی،(سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ، کشمیر یونیورسٹی، ۱۹۹۹ء)، ص:۸

۶. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، اداریہ، اقبالیات، شمارہ ۱۲،(سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ، کشمیر یونی ورسٹی، ۲۰۰۰ء)، ص:۵

۷. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، تنم گلے ز خیابان جنت کشمیر، مشمولہ: "اقبالیات"، شمارہ ۱۲،(سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی، ۲۰۰۰ء)، ص ۳۰

۸. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، علامہ اقبال اپنے بیانات اور تقاریر کی روشنی میں، مشمولہ: "اقبالیات"، شمارہ ۱۵، مدیر: ڈاکٹر تسکینہ فاضل،(سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی، ۲۰۰۳ء)، ص:۶۹

۹. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، شورش کاشمیری کی شاعری پہ فکرِ اقبال کے اثرات، مشمولہ: "اقبالیات"، شمارہ ۱۶، ص:۷۷

۱۰. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، پروفیسر سراج الدین چند یادیں چند باتیں، مشمولہ: "اقبالیات"، شمارہ ۱۸، مدیر بشیر احمد نحوی،(سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی، ۲۰۰۷ء)، ص:۱۴۳

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

۱۱. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، کشمیر میں اقبال شناسی۔۔ایک مختصر جائزہ(۲۰۰۰ سے ۲۰۱۰ تک)، مشمولہ: "اقبالیات"، مرتبہ:ڈاکٹر تسکینہ فاضل، (سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ آف کلچر اینڈ فلاسفی کشمیر یونی ورسٹی، ۲۰۱۲ء)، ص:۵۲

۱۲. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، پیش لفظ، مشمولہ:"حکیمِ مشرق" از بشیر احمد نحوی، (سری نگر: اقبال اکیڈمی کشمیر، ۱۹۸۹ء)، ص:۳

۱۳. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، تقریظ، مشمولہ: " جامعۂ کشمیر اور اقبالیات "از ڈاکٹر بدر الدین بٹ، (سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ آف کلچر اینڈ فلاسفی کشمیر یونی ورسٹی ۲۰۰۹ء، ص:۶

۱۴. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، پیش لفظ، مشمولہ:"فکرِ آزاد" از بشیر احمد نحوی، (سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونیورسٹی، ۲۰۰۶ء)، ص:۱

۱۵. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، تقریظ، مشمولہ: "جہانِ اقبال "از ڈاکٹر ریاض توحیدی، (سری نگر: میزان پبلشرز، ۲۰۲۰ء)، ص:۵

۱۶. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، حرفِ آغاز، مشمولہ:"اقبال کی تخلیقیت" از پروفیسر قدوس جاوید، (سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی، ۲۰۰۷ء)، ص:۵

۱۷. بشیر احمد نحوی، ڈاکٹر، پیش لفظ، مشمولہ:"اقبال کی تجلیات "از بشیر احمد نحوی، (سری نگر: اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی، ۲۰۰۲ء)، ص:۸

۱۸. بشیر احمد نحوی، پروفیسر، ڈاکٹر، کارخانۂ فطرت۔۔۔ اقبال کی نظر میں، مشمولہ:" روزنامہ کشمیر عظمیٰ"، (سری نگر: کشمیر، ۲۴مارچ، ۲۰۱۵ء)

۱۹. بشیر احمد نحوی، پروفیسر، ڈاکٹر، اقبالؒ کے پانچ پسندیدہ تاریخی شہر، مشمولہ:"روزنامہ کشمیر عظمیٰ"، (سری نگر: کشمیر، ۱۱مارچ، ۲۰۱۵ء)

۲۰. بشیر احمد نحوی، پروفیسر، ڈاکٹر، پروفیسر عبدالحق۔۔۔ تعمیری ادب و اقبالیات کا معرف ترجمان، مشمولہ: "روزنامہ کشمیر عظمیٰ"، (سری نگر: کشمیر، ۱۶ستمبر، ۲۰۱۵ء)

۲۱. بشیر احمد نحوی، پروفیسر، ڈاکٹر، اقبال کے محبوب اساتذہ۔۔۔ مولوی میر حسن و پروفیسر آرنلڈ، مشمولہ: "روزنامہ کشمیر عظمیٰ"، (سری نگر: کشمیر، ۱۶ستمبر، ۲۰۱۵ء)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-17

۲۲. بشیر احمد نحوی، پروفیسر، ڈاکٹر، جسٹس جاوید اقبال مرحوم۔۔۔ ایک عہد، ایک تاریخ، مشمولہ: "روزنامہ کشمیر عظمیٰ"، (سری نگر: کشمیر، ۷ اکتوبر، ۲۰۱۵ء)

۲۳. بشیر احمد نحوی، پروفیسر، ڈاکٹر، پیامِ مشرق، سخنوریِ مشرق کا شہ پارہ، مشمولہ: " روزنامہ کشمیر عظمیٰ" ،(سری نگر: کشمیر، ۲۸ اکتوبر، ۲۰۱۵ء)

۲۴. بشیر احمد نحوی، پروفیسر، ڈاکٹر، ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انسان کو، مشمولہ: " روزنامہ کشمیر عظمیٰ"، (سری نگر: کشمیر، ۴ نومبر، ۲۰۱۵ء)

۲۵. بشیر احمد نحوی، پروفیسر، ڈاکٹر، جرمن شاعر گوئٹے۔۔۔ تعلیماتِ نبوی ﷺ کا مغربی مداح، مشمولہ: "روزنامہ کشمیر عظمیٰ"، (سری نگر: کشمیر، ۲ دسمبر، ۲۰۱۵ء)

۲۶. بشیر احمد نحوی، پروفیسر، ڈاکٹر، وقت۔۔۔ تکوینی اور حسیاتی تصور، مشمولہ: "روزنامہ کشمیر عظمیٰ" ، (سری نگر: کشمیر، ۳۰ دسمبر، ۲۰۱۵ء)

۲۷. بشیر احمد نحوی، پروفیسر، ڈاکٹر، نئی صدی میں شاعرِ مشرق کی معنویت، مشمولہ: " روزنامہ کشمیر عظمیٰ" ،(سری نگر: کشمیر، ۱۵ اپریل، ۲۰۱۵ء)

۲۸. بشیر احمد نحوی، پروفیسر، ڈاکٹر، حضرت امیر کبیرؒ کے بحضور شاعرِ مشرق، مشمولہ: "روزنامہ کشمیر عظمیٰ" ،(سری نگر: کشمیر، ۲ جنوری ۲۰۱۶ء)